اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَہُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ

الحمد للّٰہ کہ رسالہ ہذا المسمّی باسم تاریخی نور التحقیقات فی طریقہ
[illegible] احسن [illegible]



مرتبہ ثقۃ الثقات حضرت مولانا و مرشدنا مولوی سید نور الدین صاحب [illegible]

[illegible]

باہتمام [illegible] شیخ [illegible] عبد [illegible] در مطبع [illegible]

القصيدة فى مدح حضرة الغوث الرفاعى قدس الله سره العزيز

طابت بحضرة ذكرك الوثبات   وبها لحزبك صولة وثبات
وظلال بابك يا رفاعى العلا   سوح به تتنزل البركات
ولك اليد البيضا التى كشفت لنا   ستر الدية تسكب العبرات
واخذت من لب الشريعة منهجا   قصرت لعمرك بعده الخطوات
ارضيت فيه الله جل جلاله   ونصرت ما جاءت به الآيات
ومضيت مقتفيا لاثر محمد   طوعا لك الحركات والسكنات
فنظرت منه بنظرة جذابة   خرقت بها لك فى الملا العادات
وسرى بمتبعيك نافذ سرها   تركته فى احيائها الاموات
نور اراد الحق ان تحيى به   رغما لمن فتكت به الظلمات
اوضحت يا شيخ الوجود طريقة   سدت بغير سلوكها الطرقات
ونشرت فيها رأية علوية   خضعت لرفعة قدرها الهامات
وجعلت متن الانكسار مطية   حزمت عجلق ما الديه هنات
وسبقت كل العارفين بهمة   فتحت لوافد عزمها الحضرات
واكلت مائدة القبول بخشعة   ولكم اجاعت غيرك الشطحات
يا صاحب العلمين يا غوث الورى   طب ان رمست عمه الرحمات
هذا لجزاء الصابرين كما اتى   والقوم يا ابن المصطفى درجات
اتقنت نهج الاتباع لاحمد   فى المشربين وما عراك شتات
ولنا الادلة فى ثنائك طباعك الـ   ـسمحاء والاحوال والكلمات
ولانت معجزة لجدك محضة   وضاحة ما شابها الشبهات
ثبتت مناقبك الرجاح تواترا   لزماننا وبنفيها الاثبات
خرس بها اهل الجحود لانها   فوق البداهة عندها مرقات
ذلت لسطوتك الاسود وما رأت   ان تحمها من باسك الغابات
وبصت على اعتاب عزك ذلة   وكذلك الانمار والحيات
والنار تخمد والسلاح معطل   لما بدت بك تكثر الضجات
الله اكبر انها لخصائص   بيد النبى بها حبتك الذات
شكر المولانا الذى اهدى الى   تصديق من تمحى به الزلات
والى طريقتك التى هى بابه   وعليه عطر قسيره الصلوات

نمر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی انار اسرار معرفته بنور الدین والاسلام۔ وافاض انوار ربوبیته علی من سلک طریق الحق ثم استقام۔ وزین قلوب اولیائه الذین احکموا احکام الشریعة والطریقة غایة الاحکام۔ ونور فؤاد احبائه الذین قد تشبثوا باذیال الشریعة وتمسکوا بالسنة خیر الانام۔ والصلوة والسلام علی من هو صاحب الصدر والمقام الذی نور حقیقته ازال الشبهات والاوهام۔ ونور بانوار هدایته الکائنات ورفع منها الظلام۔ وجعله الله تعالی خلیفة لهدایة الخواص والعوام۔ وهو باعث وجود الموجودات من العرش الی الفرش حتی الانبیاء والملائکة الکرام کما ثبت ذلک بحدیث قدسی عن الله تعالی ذی العز والجلال والاکرام۔ وعلی اٰله الطاهرین من الرجس والاثام۔ وهم کسفینة نوح علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام۔ واصحابه الذین تشرفوا بشرف مجلسه وقرب المقام۔ ففازوا بالنعم السرمدیة وکمال المرام۔ الذین رفعوا رایات الدین ونشروا الاعلام لهدایة طریق الحق وابطال الکفر والاثام۔ وفرقوا بین الحق والباطل بالدلایل والبراهین والصمصام۔ وعلی جمیع التابعین الکرام۔ وتابعی التابعین العظام۔ وعلی من تمسک بسلسلة ارشاده مریداً عروج معاریج الکرام۔ وطالباً للحق وصعود المقام۔ الی یوم الحشر والقیام۔ اما بعد حمد وصلوٰة۔ برضمیر منیر رہروان راہ شریعت وطریقت وپیروان جادۂ حقیقت ومعرفت روشن وبرہن ہو کہ موجب تحریر وسبب تسطیر اس رسالۂ عجالہ کا یہہ ہے کہ اکثر منسلکین سلسلۂ عالیہ رفاعیہؒ ومتعلقین طریقۂ احمدیہؒ اس خوشہ چین خرمن ارباب بصیرت وہیچمدان بے بضاعت کو بارہا فرماتے اور اصرار کرتے رہے ہے کہ ایک رسالہ ایسا تیار کیا جاوے کہ جسمیں کل لوازمات مشرب رفاعیہؒ وضروریات مسلک احمدیہؒ کا مفصل طور پر بیان حالات ہو۔ اور ازروی روایات کتب معتبرۂ فقہیہ

واحادیث صحیحہ مسندہ اسکا اثبات ہو۔

لہذا اس فقیر حقیر خادم الطلاب والمشایخین السید نور الدین سیف اللہ ابن حضرت صاحب السجادۂ احمدیہ شیخنا و مولنا السید ابو النصر محمد امین اللہ المعروف سید حسام الدین الحسینی الموسوی الرفاعی عفی عنہما نے ازروی احادیث وروایات رسالۂ ہذا بنام تاریخی نور التحقیقات الملقب بہ تحفۂ رفاعیہ تیار کرکے بارہ سوال مع جواب مدللہ اور ایک فائدے پر منقسم کیا۔ بحمدہ تعالی جوکہ مواہیر و دستخط علماء دین و قاضیان شرع مبین و مشایخان سجادہ نشین ساکنان شہر سورت و بمبئی زادہم اللہ شرفا و تعظیما سے مرتسم و مستحق ہوکر ہدیۂ ارباب بصیرت و تحفۂ اصحاب خبرت ہی۔

خداوند عالم بطفیل رسول اکرم صلعم جمیع اہل اسلام کو محبت اولیاء کرام نصیب کرے۔ اور پیروی شرع شریف و آگہی مسائل دین منیف عطا فرماوے آمین یارب العلمین واللہ یہدی من یشاء الی سبیل الرشاد وعلیہ التوکل والاعتماد۔

رباعی

آنکس کہ کمال اولیاء را نشناخت	وین نعمت خاص باہمارا نشناخت
پس شکر نکرد وحب ایشان نگزید	میدان بہ یقین کہ او خدارا نشناخت

الاستفتاء

کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع مبین زادہم اللہ تعالی شرفا وتعظیما ان سوالات مستفسرہ کے بارے مین جو ذیل مین مرقوم ہین اور جواب ہر ایک کا مطابق شرع شریف ازروئی احادیث مسندہ وکتب فقہیہ مفصلا بیان فرماکر ماجور ومشکور ہوون بینوا توجروا

سوال اول

بجانا دف یعنی دائرے کا وقت نکاح یا ولیمہ یا وقت ولادت فرزند درست وجایز ہے یا نہین

الجواب واللہ ھو الموفق للحق والصواب

بعد ثبوتِ مافی السوال جواب اسکا از روئی شرع شریف یون منکشف ہوتا ہی
کہ بجانا دائرے کا وقت نکاح یا ولیمہ یا وقت ولادت فرزند بلکہ ہر سرورِ حادث
شرعی مین درست وجایز ہی اور اباحت اسکی کتب معتبرۂ فقہیہ سے ثابت ہی
چنانچہ عینی شرح کنز الدقائق کے باب الشہادۃ مین مرقوم ہی - ومن الناس
من اجاز الغناء فی العرس الاتری انہ لاباس بضرب الدف فیہ اعلانًا
للنکاح ۱۲ و فتاوی مختصر شافی کے فصل فی السماع والتغنی والمزامیر مین لکھا ہی
ومن الناس من جوز ذلک فی العرس والولیمہ وان کان فیہ نوع لہو وطربٍ
لم یکن بہ باسٌ لان فیہ اظہار النکاح وبہ امر صاحب الشرع اعلنوا النکاح و
لو بالدف ۱۲ اور اسیطرح کتاب غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار کے جلد دوم صفحہ ؏
کتاب النکاح مین مرقوم ہی - (مراد زفاف سے یہان عورتون کا اجماع ہی اسواسطے
کہ شب زفاف مین عورتون کا جمع ہونا عرف مین لازم ہی - اور بعضون نے کہا ہی
کہ مراد زفاف باعلان دف بجانے کے ہی - کذا فی حاشیۃ المدنی ۱۲) - اور نیز اوسی
کتاب کی جلد تیسری صفحہ ۲۹۹ کتاب الشہادۃ مین لکھا ہی (اور دوسری قسم
ملاہی کی مباح ہی وہ دف ہی نکاح اور نکاح کے مانند ہر سرورِ حادث مین ۱۲
کذا فی الطحطاوی عن البحر) اور نیز اوسی کتاب کی جلد سوم صفحہ ۲۹۹ کتاب الشہادۃ
مین مرقوم ہی (اور بعض فقہا نے جائز رکھا ہی سرود کو نکاح مین جیسے دف
بجانا اوس مین جائز ہی - اور بعضون نے اسکو مباح کہا ہی مطلقًا نکاح اور غیر
نکاح مین) اور اوسی کتاب کی جلد سوم صفحہ ۳۰۰ کتاب الشہادۃ مین مرقوم ہی
(اور مغنی مین ہی کہ ملاہی دو قسم کی ہی ایک محرم چنانچہ آلات مطربہ غنا جیسا کہ
مزمار وطنبور وغیرہ اور دوسری قسم مباح ہی وہ دف ہی نکاح اور اوسکے مانند اور
سرورِ حادث مین انتہی عبارتہ ۱۲)

اور بعضوں نے کہا ہے کہ نکاح کا اظہار دف بجا کے کرنا سنت ہے چنانچہ ابن بطال سے بیچ شرح بخاری کے مروی ہے قال المهلب من السنة اعلان النكاح بالدف ۱۲ اور امام احمدؒ کے نزدیک نکاح میں دائرہ بجانا مستحب ہے چنانچہ شیخ شمس الدین المقدسی الحنبلیؒ نے بیچ کتاب شرح المقنع کے کتاب النکاح میں لکھا ہے يستحب ضرب الدف فی النكاح ۱۲ اسیطرح امام احمد حنبلؒ فرماتے ہیں يستحب ان يظهر النكاح ويضرب عليه بالدف ۱۲

علیٰ ہذا القیاس فقہای شافعیہؒ بھی نکاح اور ولیمہ میں دائرہ بجانا مستحب ہونے کے مشعر ہیں چنانچہ فقیہہ حافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ العامری البغدادی الشافعی اپنی کتاب کے باب السماع میں تحریر فرماتے ہیں۔ لمّا قسم ضرب الدف تقسيمانِ قال وضربٌ يستحب فالمستحب فی العرس والوليمة ۱۲ وقال صاحب البيان وابن عصرون وابن درباس صاحب الاستقصاء وابراد المحاملی يقتضيه وكذا الجرجانی فی تحريره ـ وكذلك سليم الرازی فی كتابه المسمی بالمحرّر واليه اشار عماد الدين السهروردی صاحب الذخيرة ـ ونقل ابن حمدان الحنبلیؒ قولاً فی مذهب احمدؒ فقال والدف يباح فی العرس وقيل والختان ـ ذكره فی الرعاية الكبرىٰ ۱۲

اسیطرح علمای مالکیہ کی تحریر سے بھی اباحت دف کی پائی جاتی ہے چنانچہ قاضی ابو بکر بن العربی المالکی اپنی کتاب مسمّیٰ احکام میں ارقام کرتے ہیں من كلام ذكره وقسم آلات اللهو المشتهرة للنكاح يجوز استعمالها فيه و ذكر الدف منها ۱۲ ـ پس ان روایات معتبرہ فقہیہ سے ظاہر ہے کہ بجانا دف کا نکاح یا ولیمہ میں درست وجائز ہے بلکہ بعض علماء نے اوسکو مستحب ومسنون بھی کہا ہے بدلیل حدیث شریف جو کہ مشکوۃ شریف کے باب اعلان النکاح میں عائشہؓ صدیقہ سے مروی ہے عن عائشةؓ قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعلنوا هذا النكاح واجعلوه فی المساجد واضربوا عليه بالدفوف

رواہ الترمذی ۱۲ اور دوسری حدیث شریف اوسی باب مین مروی ہی کہ نکاح کو حلال اور حرام سے فرق وجدا کر ہو الاعلان یعنی آشکارا کرنا نکاح کا اور دف ہی ۔ مشکوۃ کے باب اعلان النکاح مین مرقوم ہی ۔ عن محمد بن حاطب الجمحی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح ۔ رواہ احمد والترمذی ۔ والنسائی وابن ماجہ ۱۲ اور نیز مشکوۃ شریف کے باب الاعلان مین حدیث شریف بخاری کی مرقوم ہی ۔ عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسك منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف و یندبن من قتل من ابائی یوم بدر اذ قالت احدھن وفینا نبی صلعم یعلم ما فی غد فقال صلعم دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین ۔ رواہ البخاری ۱۲

سوال دوم

کسی سرور وحادث دینی یا بروز عیدین وغیرہ بجانا دائرے کا از روی شرع شریف درست ہی یا نہین

الجواب

ہر سرور وحادث دینی مین یا بروز عیدین بجانا دائرے کا درست وجایز ہی ۔ ہر خوشی شرعی مین دائرہ بجانیکا جواز تو سوال اول کے جواب سے ظاہر ہی ۔ اور اباحت عید کے دن کے بجانے کی حدیث شریف سے ثابت ہی کہ بی بی عائشہؓ کے مکان مین حضرت سرور عالم صلعم ایام تشریق مین تشریف رکھتے تھے ۔ اور دو لونڈیان بی بی عائشہ کین دف بجاکر اشعار پڑھ رہی تھین ۔ اس اثنا مین جناب ابو بکر صدیق رض تشریف لے آئے اور اون لونڈیوں کو دف بجانے سے منع فرمانے تب آنسرور صلعم نے ابو بکر صدیق رض کو فرمایا کہ یا ابا بکر رض درگذر کرو انسے اور بجانے دو کیونکہ یہہ دن عید کے ہین ۔ اور ایک روایت مین آیا ہی کہ ہر قوم کے لئے عید ہی اور یہہ دن ہمارے عید کے ہین چنانچہ مشکواۃ شریف کے

باب صلوٰۃ العیدین میں مرقوم ہے وعن عائشۃ رضؓ قالت ان ابابکر رضؓ دخل علیہا و عندھا جاریتان فی ایام منیٰ تدففان وتضربان وفی روایۃ تغنیان بما تقاولت الانصار یوم بعاث والنبی صلعم متغش بثوبہ فانتہرھما ابو بکر رضؓ فکشف النبی صلعم عن وجہہ فقال دعھما یا ابابکر رضؓ فانہا ایام عید وفی روایۃ یا ابابکر رضؓ ان لکل قوم عیداً وھذا عیدنا متفق علیہ ۱۲ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ بجانا دف کا بروز عیدین درست وجایز ہے اگر درست نہوتا تو آنحضرت صلعم ضرور اوسکی ممانعت کرتے اور جناب ابو بکر صدیق رضؓ کو منع کرنے سے ممانعت نفرماتے اس بارے میں عبارات کتب فقہیہ بنظر اختصار نہیں درج ہوے ۔

سوال سوم

راتب طریقہ رفاعیہ رحؒ یا مطلقاً کسی وقت میں دائرہ بجانا درست وجایز ہے یا نہیں

الجواب

راتب طریقہ رفاعیہ اور مطلقاً ہر کسی وقت بجانا دائرے کا بدون از فواحش ولعب درست وجائز ہے

علمای دین وفقہای شرع مبین نے دلیل اسکی اباحت اور جواز پر حدیث اوس عورت کی لی ہے جو نذر کی تھی دف بجانے آنسرور صلعم کے روبرو اور جبکہ آپسے استفسار کی کہ آیا دف بجاؤں یا نہیں تب آپنے بجانیکے واسطے اجازت دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب فی النذور میں یہہ حدیث موجود ہے ۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان امرأۃ قالت یا رسول اللہ صلعم انی نذرت ان اضرب علی رأسک بالدف قال صلعم اوفی بنذرک رواہ ابوداود ۱۲ ـ ۱

بدین وجہ علمای مجتہدین نے بجانا دف کا سوائے نکاح وولیمہ وعیدین وغیرہ کے ہر وقت میں بغیر از فواحش وغناء ولہو ولعب کے درست وجایز لکھا ہے ۔ چنانچہ فتاوی مختصر شافی کے فصل السماع میں تحریر ہے ۔ وسئل ابو یوسف عن الدف

فی غیر العرس أیکره ام لا قال لا ما لم یجئ منه اللعب الفاحش والغناء۔
وسماع الدف وان کان فیہ جلاجل جائز ۱۲۔ اور نیز مبایع میں تحریر ہے
ان الذی یضرب بالدف والقضیب ونحو ذلک فلا بأس به ولا ترد شهادته
بخلاف العود ونحوه ۱۲۔ اور محرر امام یافعی رح میں لکھا ہے۔ ویجوز ضرب الدف
فی الاملاک والختان واقرب الوجهین الجواز فی غیرهما وانه لا فرق بین
ان یکون فیه جلاجل او لا یکون ویحرم ضرب الکوبة وهی طبل طویل ضیق
الوسط ۱۲ ـــــ اور فتاوی ابو اللیث میں مرقوم ہے۔ ان ضرب الدف فی
غیر العرس مختلف فیه بین العلماء قال بعضهم لا یکره وذهبت طائفة
الی اباحته مطلقاً جری علیه امام الحرمین والغزالی وحکاه عماد الدین
السهروردی عن بعض الاصحاب ۱۲ وقال القاضی ابو الطیب وابن الصباغ
وغیرهما عن بعض اصحاب الشافعی ایضاً انه قال ان صح حدیث امرأة التی
نذرت لم یکره فی حالٍ من الاحوال۔ وقال القاضی ابو الطیب فی الوصیة یصح
الوصیة بالدف ۱۲

اسی طرح علمای شافعیہ کتب معتبرۂ فقہیہ میں اباحت دف بجانیکی مطلقاً
کسی وقت ہو بیان فرماتے ہیں چنانچہ شیخ ابن الحجر الہیتمی الشافعی رح کی کف الرعاع
میں تحریر ہے۔ ان الدف مباح فی عرس وختان وکذا فی غیرهما فی الاصح
وان کان فیه جلاجل فالاصح حله ایضاً ـــ اور امام سیوطی کی جامع الصغیر
کی شرح المسمّی شرح کبیر میں تحت حدیث اعلنوا هذا النکاح واجعلوه الخ کے شیخ
عبد الرؤف المناوی نے لکھا ہے۔ فقد افاد الخبر حل ضرب الدف فی العرس ومثله
کل سرورٍ حادثٍ۔ ومذهب الشافعیة ان الضرب فیه مباح مطلقاً ولو
بجلاجل وقد وقع الضرب به فی حضرة شارع الملة وبین الحل من الحرمة
واقره ولا فرق بین ضربه من امرأةٍ او رجلٍ علی الاصح ۱۲۔ اور منہاج فقہ
شافعیہ میں تحریر ہے ـــ ویجوز دفٌ لعرسٍ وختانٍ وکذا غیرهما فی الاصح

وان کان فیہ جلاجل - ویحرم ضرب الکوبۃ وھی طبل طویل ضیق الوسط لا الرقص الا ان یکون فیہ تکسیر کفعل المخنث ۱۲ اور انوار کی کتاب الشہادۃ مین مرقوم ہے - ولا یحرم الیراع والدف وان کان فیہ جلاجل لا فی الاملاک ولا فی الختان ولا فی غیرھما وقیل یحرم الیراع وھو الذی یقال لہ الشاھین وبالفارسیۃ نی ۱۲ وکتاب نزہۃ المجالس کے باب ذکر الموت الخ مین مرقوم ہے - واما الدف فھو مباح ومثلہ طبل السمادیۃ ویکرہ فی المسجد ویحرمان عند قرأۃ القرآن ۱۲ -

الحاصل بجانا دف کا مطلقاً یعنی کسی وقت مین ہو درست وجائز ہے - اگرچہ بعض علماء نے اختلاف کیا ہے اور مکروہ کہا ہے لیکن بعد اختلاف کے صحیح تر قول جواز و اباحت کا ہے بدلیل احادیث مسندہ علمای مجتہدین نے اس بارے مین بحث کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے حضور اقدس مین دائرہ بجا ہے اور آپنے اوسکو منع نہین فرمایا اس دلیل سے معلوم ہوا کہ درست وجائز ہے کسلئے کہ آنحضرت صلعم شارع اور احکام دین سکھلانیوالے ہین پس اگر دف بجانا برا اور از روئی شرع ممنوع ہوتا تو آنحضرت صلعم ضرور اوسکی ممانعت فرماتے - اور برخلاف منع کرنیکے نکاح مین دف بجانے نہین فرماتے - اور عید کے روز لونڈیونکے دف بجانے کو منع کرنے سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ممانعت نہ فرماتے اور اوس عورت کو نذر کے وفاکرنے مین دف بجانے کی اجازت نہ دیتے چنانچہ احادیث مرقومہ بالا سے منکشف ہے اور علاوہ اسکے کئی احادیث صحیحہ سے بھی یہہ امر ثابت ہے - بدین لحاظ مفتیان شرع مبین نے علی الاطلاق اسکے حرمت کا فتوی نہین دیا ہے - کس لئے کہ اگر حرام کہین تو تہمت فعل حرام کی آنحضرت صلعم کے نسبت ہوتی ہے - اور آنحضرت صلعم پر فعل حرام کی تہمت لگانا کفر ہے - کذا فی الحقایق وفتاوی مختصر شافی وایضاح الدلالات فی سماع الآلات -

اسیواسطے علماء نے اسکے بجانے اور سننے کے نسبت اختلاف الاحوال والاشخاص کئی قسم لکھے ہین - چنانچہ قسم اول علی الاختلاف مسنون ومستحب ہے - چنانچہ نکاح

اور ولیمہ ہین - قسم دوم مباح وجائز ہی جیسا کہ بروز عیدین یا وقت قدوم غایب (یعنی سفر سے واپس آنیکے وقت) یا ہر سرور حادث ہین مطلقاً - آمین دو قسمین ہین - اول مستحسن ہی اون لوگون کو جو بسبب فرط ذوق وشوق ومحبت الہی قصاید حسنہ کے ہمراہ بدون از ملاہی دف بجا کے غایت انبساط وسرور کے باعث حظ اوٹھاتے ہین - دوم مباح ہی اونکے واسطے جو فقط خوش الحانی سے مسرور ہوتے ہین اور لہو ولعب نہین کرتے ہین کیونکہ لہو ولعب حرام ہی قسم سوم - حرام ہی اون لوگون کو جو کہ شراب خواری وزنا یا کلمات فحش وغیبت یا حرام باجے مثلاً سارنگی وغیرہ کے ہمراہ دف بجاتے ہون یا کوئی عورت دف بجاتی ہو اور نامحرم مرد اوس جا حاضر ہون تو البتہ یہہ تمام حالتین حرام ہین -

پس معلوم ہوا کہ دف بنفسہ مباح ہی - مگر بہ سبب تغیر احوال کے حرمت لازم آتی ہی - کیونکہ افعال نامشروعہ خود حرام ہین - اور اس فعل حرام کے ہمراہ اگر دف بجایا جاوے تو اوسکو بہ سبب اوس فعل ناجایز کے منع کیا جائیگا - اگر ایسے مجالس قبیحہ اور حالت نامشروعہ نہو تو درست ومباح ہی - جیسا کہ روایات مذکورۂ معتبرۂ فقہیہ واحادیث مسندۂ صحاح ستہ وغیرہ سے منکشف ہی - اس رو سے واضح ہوا کہ مجالس رفاعیہ مین جو دف بجاتے ہین وہ درست وجائز ہی -

سوال چہارم

سادات رفاعیہ اور اونکے توابعین اور متعلقین سلسلۂ مذکورہ موافق اپنے طریقہ کے ذکر اذکار کرتے ہین - اور قصاید نعت وتوصیف بزرگان صالحین یا قصاید موعظہ ونصایح پڑھتے ہین - ایسے قصائد دف کے ہمراہ پڑھنا درست ہی یا نہین

الجواب

دف کے ہمراہ قصائد حسنہ یعنی توصیف بزرگان سلف واحوال کرامت و شجاعت وموعظہ وغیرہ جو کہ اچھے مضمون کے قصائد ہون پڑھنا اونکا درست و

وجائز ہی ۔ چنانچہ احادیث و روایات مرقومۂ بالا سے منکشف ہی کہ آنحضرت صلعم
کے حضور اقدس میں دف کے ہمراہ اشعار پڑھے گئے اور آپنے سماعت فرمایا
بدین لحاظ شعر کہنا یا پڑھنا یا سننا شرعًا درست و جائز ہی ۔ بشرطیکہ فحش غیبت
و دیگر منہیات شرعیہ سے بری و مصون ہو ۔ چنانچہ عینی شرح کنز الدقائق کے
باب من تقبل الشہادۃ میں مرقوم ہی ۔ وان ننشد شعرًا فیہ وعظ وحکمۃ
فھو جائز بالاتفاق ۱۲ ۔ اور منہاج کے کتاب الشہادۃ میں ہی ۔ ویباح
قول الشعر وانشادہ الا ان یھجو ویفحش او یعرض بامرأۃ معینۃ ۱۲ ۔
اور آنحضرت صلعم کے روبرو بہت سے اشعار و قصائد کہے گئے اور پڑھے
گئے ہیں اور آپنے سماعت فرمایا ہی ۔ چنانچہ امام احمد اپنے مسند میں جابر بن
سمرہ کی روایت سے حدیث شریف تحریر فرماتے ہیں ۔ قال شھدت رسول اللہ
صلعم اکثر من مائۃ مرۃ فی المسجد واصحابہ یتذاکرون الشعر واشیاء
من امر الجاھلیۃ فربما تبسم رسول اللہ صلعم اخرجہ الترمذی وصححہ واخرجہ
احمد بن سلیمان الطبری فی معجمہ الکبیر من طریق اخر انتھی ۱۲ ۔ اور شیخ نجیب عبد
القاہر سہروردی کے آداب المریدین میں مرقوم ہی ۔ واما القصائد والاشعار
فقد سئل النبی صلعم عن الشعر فقال ھو الکلام حسنہ حسن وقبیحہ
قبیح ۔ فالحسن منہ ما کان من المواعظ والحکم وذکر الاء اللہ تعالی ونعمائہ
ونعت الصلحین وصفت المتقین فسماعہ حلال ۔ وما کان ذکر الاطلال
والمنازل والازمان والامم فسماعہ مباح ۔ وما کان ھجو وسخف
فسماعہ حرام انتھی ۱۲ ۔ یعنی جن اشعار میں حمد و نعت و صفت صالحین و مواعظ
ہو سننا اونکا حلال ہی ۔ اور جسمیں ذکر ازمان و منازل و امم ہو تو سننا اوسکا
مباح ہی ۔ اور جسمیں ہجو و غیبت و فحش وغیرہ ہو سننا اوسکا حرام ہی ایسلئے
آنحضرت صلعم نے اچھے کو اچھا اور برے کو برا فرمایا ۔
الغرض جو قصاید اچھے مضمون کے ہوں اونکے پڑھنے اور سننے میں اُمید

حصول ثواب ہے - اور ذکر صالحین موجب نزول رحمت بیحساب ہے - بمصداق تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین - پس باعتبار اسکے سادات رفاعیہ کی مجلس مذاکرہ بلاشک درست وجایز ہے بلکہ امید حصول ثواب - کیونکہ وسے لوگ بدون اچھے قصائد کے مضامین باطلہ زبان پر نہیں لاتے -

سوال پنجم

قصایدِ حسنہ کے استماع سے اہل دلون مین شوق و ذوق و محبت الہی کے باعث حالت وجد و رقص کی پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات کھڑے رہتے ہین اور بعض اوقات بیٹھتے ہین یہہ حالت رقص و تواجد شرعًا درست وجایز ہے یا نہین -

الجواب

بہ سبب استماع توحید ایزدی و نعت نبی صلعم یا موعظہ یا توصیف و کرامات بزرگان صالحین حالت وجد پیدا ہو اور اوس حالت وجد و استغراق و فرط سرور مین کھڑا رہے یا بیٹھے تو درست وجایز ہے - کیونکہ اون قصاید کے مضامین مین غور و خوض کرنے سے فرط انبساط و بہجت و شوق و ذوق ایزدی کے باعث یا فقط خوش الحانی کے استماع سے اونکے دلون پر رقت ہوکر حالت وجد کی پیدا ہوتی ہے اوس حالت مین بسبب غایت خوشی و سرور یا مضامین مین محو ہوکر قبضۂ اختیار سے باہر ہوجاتے ہین - اور ویسے حرکات اونسے صادر آتے ہین یہہ از روی شرع درست وجایز ہے - چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب بلوغ الصغیر مین براء ابن عازب کے حدیث کے حاشیہ پر تحریر ہے - و فی اللغایق

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزید ھذا حجل ای رقص من الفرح والحجل من یرفع رجلہ ویقفز انتہی والقفز الوثوب ۱۲ - کذا فی لمعات شرح مشکوۃ ۱۲ اور مسجد نبوی مین حبشیون کا رقص - اور بی بی فاطمہ کے عقد مبارک مین لوگون کا تواجد - اور اسکے سوا دوسرے کئی احادیث سے

ثابت ہی جو صحاح ستہ مین موجود ہین - بلحاظ اختصار کُل نہین درج کیا -

معلوم ہو وے کہ مراد اس رقص و تواجد سے طوائف و مخنثون کا رقص نہین ہی - بلکہ معنی اس رقص مباح کی اور مراد اس سے یہہ ہی کہ فرط انبساط وغیرہ مذکورہ باتون سے حالت وجد پیدا ہو اور اوس وقت مین جو حرکات صادر ہون اوسکو رقص و تواجد کہتے ہین یہہ حالت شرعًا درست و جایز ہی لیکن تا وقتیکہ اوسمین زیادتی مانند مخنثون اور طوائف کے نہ کیجاے اور بناوٹ وسکاری وغیرہ نہو - چنانچہ کتاب محررین تحریر ہی - ولایحرم الرقص الاان یکون فیہ تکسیر کفعل المخنثین ۱۲ - اور منہاج کے کتاب الشہادۃ مین مرقوم ہی - یجوز دف لعرس وختان وکذا غیرھما فی الاصح وان کان فیہ جلاجل ویحرم ضرب الکوبۃ وھی طبل طویل ضیق الوسط لا الرقص الاان یکون فیہ تکسیر کفعل المخنث ۱۲

سوال ششم

طریقۂ رفاعیہ مین جو گرزہ و شمشیر و سیخ وغیرہ سے ضرب کرتے ہین ایسے کام از روی شرع شریف درست و جایز ہین یا نہین -

الجواب

ضرب شمشیر و گرزہ وغیرہ بلا تصنع و شعبدہ بازی و عدم تکلیف و ضرر جایز ہی کیونکہ ممانعت ایسے کامون سے بلحاظ تکلیف کیجاتی ہی اور یہہ قید شرطیہ ہی - پس دریافت کرنا چاہیے کہ وہ شرط یعنی تکلیف کہ جسکے سبب ممانعت کی جاتی ہی - باقی نرہی تو ممانعت اوس فعل کی کسطرح ہوسکیگی - مثلاً آفتاب کو تمازت و حرارت ایک امر لازمی ہی - اور جبکہ آفتاب ہی نہو تو تمازت و حرارت

نہین رہیگی - اسی صورت جس شخص کو گرز و شمشیر وغیرہ سے تکلیف و مضرت نہو تو ممانعت اوس شخص کے لئے علی الخصوص باقی نرہی اور دوسرون کے واسطے علی العموم بلحاظ تکلیف باقی ہے - چنانچہ تمثیل ایسے امورات کی کتب فقہیہ مین موجود ہے - جیسا کہ فتاوی خلیلی جلد ثانی مطبوعہ مصر کے باب الشہادۃ صفحہ ۱۹۰ مین مرقوم ہے - وذکر النووی فی فتاواہ وان الحادی اذا اوطاد الحیۃ لیرغب الناس فی اعتمادہ معرفتہ وھو حاذق فی صنعتہ ویسلم منہا فی ظنہ ولسعتہ لم یأثم - یہہ مثال بلا تکرار ثابت آئی ہے کیونکہ سانپ کا پکڑنا بھی بلحاظ ایذا رسانی ممنوع ہے اور جبکہ کسی عمل وغیرہ کے باعث یقین ہے کہ ایذا نہ دے سکیگا - اگرچہ بعد اوسنے کاٹا اور ایذا دی تو بھی پکڑنیوالا گنہگار نہوگا - علی ہذا القیاس جس شخص نے اون بزرگ کا وسیلہ پکڑا اور اونکی کرامت پر یقین کیا اور بسبب فرط ذوق و شوق و غلبۂ وجد کے ضرب شمشیر و گرز وغیرہ کیا تو شرعًا مباح ہے - اگرچہ بعد اوسکو وہ ضرب اثر کرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا -

یہہ کرامت حضرت سلطان العارفین غوث الواصلین سیدنا احمد الکبیر الرفاعی قدس سرہ کی ہے جو کہ تا حال اونکی اولاد و توابعین مین وہ فیض جاری ہے - اور معنی کرامت کے وہی ہین کہ جو کام سخت اور دشوار ہو وہ بسہولت ہوجاوے - اور جو قرین قیاس نہو وہ ظہور مین آوے -

پس منکر کرامات اولیاء اللہ کا گمراہ و بد اعتقاد ہے جیسا کہ فتاوی خلیلی کے جلد اول صفحہ ۹۶ مطبوعہ مصر مین جواب کرامات اولیاء کا تحریر ہے -

نعم ھی واقعۃ جائزۃ لھم نفعنا اللہ بھم احیاءً وامواتًا بقصدٍ منھم وبغیر قصدٍ یؤیدھم اللہ تعالی - لاینکرھا الا احد رجلین اما سیئ الاعتقاد کالمعتزلۃ والزادلیۃ واما کثیر المعاصی والذنب والغفلۃ فلا یشھدھا منھم فیؤدی ذلک علی انکارھا واذا تاملت الکتاب والسنۃ ومانقل

تواترًا معنويًا عن السلف والخلف بل في كل عصرٍ من الاعصار بل في كل يومٍ من الايام اذ ما من يومٍ الّا ويقع فيه كرامات لاتحصى ولاتعد ولو جمعت لصارت تواترًا معنويًا الخ ـ

سوال ہفتم

ستعلقین طریقۂ رفاعیہ جوزخم شمشیر وگرز وغیرہ پر یا کسی مریض کو لب (یعنی لعاب دہن) لگاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں ـ یہہ ازروی شرع شریف درست وجائز ہے یا نہیں ـ اور لب لگانا دعا کرنا مفید وسود مند ہوسکتا ہے یا نہیں ـ

الجواب

کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر لعاب دہن لگانا اور اوسکے لئے دعا کرنا درست وجائز ہے ـ اور بزرگان صالحین کا لعاب دہن لگانا موجب برکت وسعادت ہے ـ دلیل اوسکے اباحت ودرستی اور مفید ہونیکی حدیث صحیح سے ثابت ہے ـ چنانچہ بخاری ومشکوۃ شریف میں لکھا ہے ـ کہ خیبر کی لڑائی میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تھے اور جب لشکر اسلام نے وہاں مقام کیا اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں نشان اوس شخص کو دونگا کہ جو خدا اور رسول کا پیارا ہے ـ جب صبح ہوئی تو سب لوگ نشان لینے کی غرض سے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوے تب آپنے فرمایا کہ علی ابن ابی طالبؓ کہاں ہے صحابہؓ نے عرض کی کہ اونکی آنکھیں درد کرتی ہیں آپنےؐ اونکو بلوایا اور اونکے آنکھمیں اپنے دہن مبارک سے لعاب لگایا اور دعا کی بحکم خدا فورًا صحت حاصل ہوئی اور تابہ زیست درد چشم کی شکایت نرہی ـ بعدہ نشان اونکو عنایت کئے الخ ـ (یہہ حدیث شریف نوین سوال کے جواب میں انشاء اللہ تعالی تحریر کی جائیگی) ـ

سوال ہشتم

بزرگانِ دین کو بلفظ یا ندا کرنا۔ مثلاً۔ المدد یا شیخ عبد القادر۔ المدد یا سیدنا احمدؒ الکبیر الرفاعی وغیرہما۔ اور توسل پکڑنا اولیا کرام سے درست ہے یا نہیں۔

الجواب

المدد یا شیخ عبد القادرؒ۔ المدد یا سید احمدؒ الکبیر الرفاعیؒ وغیرہ الفاظ ندائیہ کہنا اور ندا کرنا درست وجائز ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے اسمیں بحث کیا ہے لیکن بعد بحث کے صحیح تر قول جواز کا ہے۔ چنانچہ فتاوی خلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے۔ واما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو نداء واذا اضیف الیه شیئاً لله فهو طلب شیٔ اکراماً لله تعالی فما الموجب لحرمة ذلك اور مشکوۃ شریف کے باب زیارت القبور میں ابن عباسؓ سے یہہ حدیث مروی ہے۔ عن ابن عباس قال مر النبی صلی الله علیه وسلم بقبور بالمدینة فاقبل علیهم بوجهه فقال السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر۔ رواه الترمذی ۱؎ وفی المسلم فی باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار علیه عن انسؓ بن مالك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ترك قتلی بدر ثلثا ثم اتاهم فقام علیهم فناداهم فقال یا ابا جهل بن هشام یا امیة بن خلف یا عتبة بن ربیعة یا شیبة بن ربیعة الیس قد وجدتم ما وعد کم ربکم حقا فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا فسمع عمرؓ قول النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله کیف یسمعون وانی یجیبون وقد جیفوا قال والذی نفسی بیده ما انتم باسمع لما اقول منهم ولکنهم لا یقدرون ان یجیبوا

ثم امر بھم فسحبوا فالقوا فی قلیب بدر – رواہ مسلم ۱۲ ان حدیثوں سے واضح ہے کہ ندا بلفظ یا صلحین کے لئے بدرجہ اولی درست وجائز ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے کفار کو بلفظ یا ندا فرمائی ہے – پس نہایت تعجب ہے کہ اولیا وصلحین کو ندا کرنے سے انکار کیا جائے – ع – بریں عقل ودانش بباید گریست –

اور بمصداق آیۂ کریمہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ الخ – انبیاء واولیاء وصلحاء سے توسل پکڑنا حالت حیات وممات مین درست وجائز بلکہ ضرور ولازم ہے – چنانچہ خلاصہ اسکا کتب فقہیہ مین موجود ہے – اور انکار کرنا توسل سے موجب نکبت وبےنصیبی ہے نعوذ باللہ من ذلک – فتاوی خلیلی جلد ثانی صفحہ ۳۵۹ مین تحریر ہے – واما التوسل بالانبیاء والاولیاء والعلماء فقد نص ائمتنا انہ یجوز التوسل باھل الخیر والصلاح سواء کانوا احیاء اما امواتا ولاینکر ذلک الامن ابتلی بالحرمان وسوء العقیدۃ نعوذ باللہ من المنکر وسیرتہ ۱۲

سوال نہم

نشان بنانا رکھنا – اور بروز عیدین واعراس بزرگان دین یا کسی دینی کام کے خوشی کے وقت مسلمانونکی جماعت کے ہمراہ مع دفوف شہر مین اون نشانونکا پھرانا درست ہے یا نہین –

الجواب

علم یعنی نشان بنانا – رکھنا اور اوسکا پھرانا بروز عیدین وبروز اعراس بزرگان دین وغیرہ درست وجائز ہے – اور آنحضرت صلعم کے عہد میمنت مہد مین نشان موجود تھے اور آپ صلعم کے روبرو اکثر اوقات نشان چلتے ہین یہہ امر احادیث صحیحہ سے بالتعداد ثابت ہے – لہذا بالاتفاق علمائی دین وفقہای مجتہدین نے

کتب فقہیہ میں بدلیل اون احادیث مسندہ حلت نشان کی تحریر کی ہے
چنانچہ در المختار شرح تنویر الابصار اور سراج میں سیر الکبیر کی روایت سے
مرقوم ہے۔ العلم حلال صغیراً کان اوکبیراً ومایعقد علی الرمح فانہ
حلال ولوکبیراً لانہ لیس بلبس انتہی ۱۲۔ اور ابو عیسیٰ نے جامع ترمذی
کے باب لواء ورایت میں چند احادیث صحیحہ لکھے آئے ہیں اور کتاب نہایت میں
تحریر ہے کہ آنحضرت صلعم کے نشان کا نام عقاب تھا۔ وکان اسم رایت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم العقاب ۱۲۔ اور مشکوۃ شریف کے باب
اعداد آلۃ الجہاد میں مروی ہے۔ روی عبد اللہ بن عباس رایتہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت سوداء ولواءہ ابیض ۱۲۔ رواہ الترمذی
وابن ماجہ ۱۲۔ اور غزوہ بنی قینقاع میں لکھا ہے۔ وکان اللواء بید الحمزۃ بن
عبد المطلب وکان ابیض فقذف اللہ فی قلوبہم الرعب انتہی۔ اور خیبر
کی لڑائی کے بیان میں لکھا ہے وقال المغلطائی وغیرہ وفرق علیہ السلام
الرایات ولم تکن الرایات الا بخیبر وانما کانت الالویۃ ۱۲۔ وقال
الدمیاطی وکانت رایت النبی صلعم من برد لعائشۃ ۱۲۔ اور صحیح
بخاری ومشکوۃ شریف میں یہہ حدیث شریف مروی ہے۔ وفی البخاری
وکان علی بن ابی طالب تخلف عن النبی صلعم وکان رمدا فلحق فلما
بتنا اللیلۃ التی فتحت قال صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ غداً ا
ولیأخذن الرایۃ غداً رجل یحبہ اللہ ورسولہ ویفتح اللہ علی یدیہ
فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلعم کلہم یرجون ان یعطاہا
فقال این علی بن ابیطالب قالوا ھو یا رسول اللہ صلعم یشتکی عینیہ
قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ فی عینیہ ودعا لہ فبرأ بہ
حتی کان لم یکن لہ بہ وجع فاعطاہ الرایۃ انتہی ۱۲۔ کذا فی البخاری و
فی المشکوۃ فی فضائل سیدنا علی ۱۲۔ **ترجمہ** سیدنا علی ابن ابیطالب لشکر اسلام سے

بسبب دردِ چشم پیچھے رہگئے تھے۔ بعد آنکر شامل ہوئے۔ اور اوس شب کو لشکر اسلام وہان مقیم رہا تب سرورِ عالم صلعم نے فرمایا کہ کل مین نشان اوس شخص کو دونگا جو اللہ و رسول کا پیارا ہی۔ اور اللہ تعالیٰ فتح بھی اوسی کے ہاتھ سے عنایت فرمائیگا۔ جسکو سب صحابہ نشان لینے کی غرض سے سرورِ عالم صلعم کے نزدیک جمع ہوئے تب آپ صلعم نے فرمایا کہ علیؓ بن ابیطالب کہان ہین۔ صحابہ نے عرض کی اونکی آنکھین درد کرتی ہین۔ آپ نے اونہین بلواکے اپنے دہنِ مبارک سے لعاب اوسکے آنکھون مین لگائے اور دعا کی فوراً بحکمِ خدا صحت حاصل ہوئی۔ گویا کہ کچھ انکو دردِ چشم نہ تھا۔ بعد وہ نشان اونکو عنایت فرمائے ۱۲۔ کذا فی البخاری ومشکوۃ در باب فضائل سیدنا علیؓ ۱۲۔

اس حدیث کے مضمون سے یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ لب (یعنی لعابِ دہن) لگانا مشایخین صالحین کا کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر تبرکاً درست وجایز ہی۔ لہٰذا بعض نافہم ومتعصبین ومنکرین کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کیلئے یہہ دلیل کافی ہی۔

غرض کہ روایاتِ فقہیہ واحادیثِ مسندہ سے صریح واضح ہی کہ علم (یعنی نشان) بنانا رکھنا اور اوسکا پھرانا مع دفوف قصائد واشعار پڑھتے ہوئے درست وجائز ہی۔ چنانچہ دلایل قصاید واشعار دف کے ہمراہ پڑھنے کے جوابات مذکورۂ بالا سے منکشف ہین۔ اسیطرح اباحت جوازِ نشانہین بھی مطلقاً کلام نہین۔

پس دو امر جواز کے اجتماع مین کچھہ قباحت نہین پائی جاتی۔ بدینوجہ بروز عیدین واعراس بزرگانؒ وایام سرورِ شرعی مین نشانون کا پھرانا درست وجایز ہی۔ اور وجہ ثانی اسکے استحسان کی یہہ ہی کہ یہہ امر دلالت کرتا ہی زیادہ تر خوشی اہل اسلام پر اور موجب رعب وشوکت اہل اسلام ہی۔ پھر کونسی قباحت شرعی اس امر مین ہی جو موجب عدم جواز ہو۔ اسواسطے بروز جمعہ وعیدین حرمین شریفین مین دو عَلَم منبر کے دونون بازو لاکر کھڑے کرتے ہین۔ اور مکہ معظمہ مین تاحال نشان مع دفوف بروز اعراس خلفائی راشدینؓ مطابق تاریخ وفات کے

ہر راہ مین نکالتے ہین ۔
کتب فقہیہ سے ثابت ہی کہ نشان چھوٹا ہو یا بڑا از روی شرع حلال ہی اور پھر انا اوسکا شہر مین دائرہ بجاتے ہوئے یا بدون دائرے کے دونون حالت مین درست وجائز ہی لیکن لہو ولعب سے احتیاط ضرور لابد ہی ۱۲ ۔

سوال دہم

مشایخین صالحین کے استقبال کے لئے مسلمانون نے شہر سے باہر جانا اور مع نشان و دفوف نوازی باعزاز واکرام لے آنا شرعاً درست وجائز ہی یا نہین ۔

الجواب

مشایخین صالحین کے استقبال کے لئے مع نشان و دفوف مسلمانون کا جانا درست وجائز ہی ۔ دلیل اسکے اباحت وجواز کی حدیث شریف سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ معظمہ مین داخل ہوئے تب آپ کے ہمراہ سفید نشان تھا ۔ چنانچہ جامع ترمذی مین مرقوم ہی ۔ وعن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلعم دخل مکۃ یوم الفتح ولواءہ ابیض ۱۲ ۔ اور نیز جامع ترمذی مین مرقوم ہی وعن حارث بن الحسان قدمت المدینۃ فرأیت رسول اللہ صلعم علی المنبر وبلال قائم بین یدیہ مستقلد سیفاً واذا رایۃ سوداء فقلت من ھذا فقال ھذا عمرو بن العاص قدم من غزاۃ انتہی **ترجمہ** حارث بن حسان سے مروی ہی کہ مین مدینہ شریف کو گیا تو دیکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف رکھے تھے اور بلال تلوار کھینچے ہوئے روبرو کھڑے تھے اس اثنا مین یکایک ایک کالا نشان نظر آیا مین نے عرض کی یہہ کون ہی تب آنحضرت نے فرمایا یہہ عمرو بن عاص ہی جو غزا سے واپس آیا ہی ۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مدینہ منورہ کو پہنچے تب لوگ آپ کے روبرو

دف بجانے اور اشعار پڑھتے ہوئے چلتے تھے اونمیں سے ایک شعر ذیل میں درج
ہی جیساکہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ کیمیای سعادت کے باب آداب السماع میں تحریر
کرتے ہیں ۔ آنکہ در دل شادی داشته باشد و خواہد که آنرا زیاده کند بسماع این نیز
مباح بود چون شادی بحور می باشد روا بود بآن شاد شوند چنانچه در عروسی
و ولیمه و عقیقه و وقت آمد فرزند و وقت ختنه کردن و باز آمدن از سفر چنانچه رسول
خدا صلعم که بمدینه رسید از پیش وی به بازی شدند و این اشعار میگفتند ۔ شعر

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع	وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع الخ

اور کتاب مدارج النبوۃ کے جلد ثانی صفحہ ۵۳ میں مرقوم ہے ۔ دیگر واقعہ
ابو بریده اسلمی ست که ابوسلیمان خطابی آورده ست که چون سرور عالم صلعم بشرف
مدینه مشرف شد و بقرب و نواحی آن رسید بریده اسلمی با هفتاد نفر از قوم خود
باشارت کفار قریش که در گرفتن آنحضرت صلعم کرده بودند و وعدهٔ صد شتر در
وجه انعام آن قرار داده بقصد گرفتن سید رسل صلوات اللہ و سلامہ علیه برآمده
بود ۔ آنحضرت فرمودند تو چه کسی و چه نام داری گفت نام من بریده ست آنحضرت
بطریق تفاؤل که عادت شریف بران جاری بود از مادهٔ اشتقاق آن که برودت ست
و مبنی ست از سلامت و سکون و جمعیت با بوبکر رضہ فرمودند قد برد امرنا و صلح
یعنی خوشی و خنکی شد کار ما که آخر روی بصلاحیت دارد ۔ باز فرمودند از کدام
قبیله ۔ گفت از بنی اسلم فرمود سلمنا خیر و سلامت ست فرمود از کدام بنی اسلم
گفت بنی سهم فرمود اصبت سهمک یافتی سهم خود یعنی نصیب و حصهٔ خود از
اسلام ۔ و بعد از ان بریده از آنحضرت پرسید تو چه کسی فرمود منم محمد بن عبد اللہ
رسول اللہ ۔ بریده بمجرد شنیدن نام آنحضرت صلعم ایمان آورد و گفت اشهد ان
لا الٰه الا اللہ و اشهد ان محمدا عبده و رسوله و جماعت که با وی بودند نیز
بشرف اسلام مشرف شدند ۔ بریده عرض کرد یا رسول اللہ صلعم باید که در وقت
در آمدن در مدینه لوائے با تو باشد پس بریده عمامهٔ خود را از سر بر آورد و به نیزه

بسست و بیش پیش روان شد انتہی ۱۲ —

الحاصل مشائخین صالحین کے استقبال کے لئے نشان مع دفوف لیجانا بدلیل احادیث مسندہ و روایات معتبرہ مذکورہ درست و جائز ہے بنظر اختصار زیادہ ادلہ نہیں درج کئے —

مخفی نرہے کہ تعظیم و توقیر کرنا مشائخین صالحین و پیروان شرع متین کی ہر مومن کے واسطے امر ضروری ہے۔ اور علی الخصوص مرید کو اپنے مرشد کی تعظیم و تکریم لازم و لابد ہے چنانچہ کتب مصنفہ مشائخین متقدمین مثلاً ملفوظات سیدنا احمد الکبیر الرفاعی قدس سرہ و آداب المریدین و غنیتہ الطالبین و قول الجمیل وغیرہم کتابوں میں مفصل احوال موجود ہے —

عَلَم یعنی نشان تمام مشائخین کاملین نے اپنے اپنے سلسلہ کے واسطے جدے رنگ یا جدے وضع کا مقرر کیا ہے اور اسی پیروے اور توابعین ہر ایک طریق کے عمل پیرا رہے اور تاحال ویساہی جاری ہے۔ مگر بعض اشخاص نفسانیت کو کام فرما کر دوسرے طریق کے نشان و سلسلہ وغیرہ بغیر اجازت و خلافت کے عمل میں لاتے ہیں یہہ سراسر خلاف طریق بزرگان سلف اور غلط محض ہے — کس لئے کہ بے اجازت بے فیض ہے — اور غرض اور علامت ہر طریق کی جو مقرر ہے وہ نہیں رہتی کیونکہ جو مشائخ یا جماعت کے ہمراہ جس رنگ یا جس وضع کا نشان ہو تو فوراً بغیر دریافت کرنے کے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہہ فلانے سلسلے کے ہیں — بزرگوں نے یہہ کیا خوب طریقہ مقرر کیا ہے — خداوند عالم اسکی پابندی عنایت فرماوے تاکہ باعث شکوک و موجب وسواس لوگوں کے دلوں سے رفع ہو جائے۔ اور اہل صدق و صفا کو نکھائیں آمین ثم آمین — تفصیل اس اجمال کی کتب مشائخین میں موجود ہے اور یہہ امر مشہور ہے حاجت بیان کی نہیں — کما لایخفی علی من له ادنیٰ درایۃ فی العلم ۱۲ —

سوال یازدہم

نشانون کے کپڑے پر کلمۂ طیّبہ یا اسمای متبرکہ تحریر کرنا اور بانعظیم رکھنا اونکا درست ہی یا نہین۔

الجواب

نشانون کے کپڑے پر کلمۂ طیبہ یا اسمای متبرکہ لکھنا درست وجائز ہی۔ بشرطیکہ بے تعظیمی اوسکی نہو چنانچہ درالمختار کے کتاب الطہارت مین مرقوم ہی۔ بساط اوغیرہ کتب علیہ الملک للہ یکرہ بسطہ واستعمالہ لاتعلیقہ للزینۃ ۱۲۔ ترجمہ کپڑے وغیرہ پر الملک للہ لکھا جائے تو اوسکا بچھانا اور استعمال کرنا مکروہ ہی۔ مگر لٹکانا اوسکا زیب وزینت کے لئے مکروہ نہین ۱۲ اور نیز درالمختار کے باب صلوٰۃ الجنائز مین لکھا ہی۔ عن الفتح انہ قال تکرہ کتابۃ القران واسماء اللہ تعالی علی الدراھم والمحاریب والجدران ومایفرش وماذلک الا لاحترامہ وخشیۃ وطیہ انتہی ۱۲۔ ترجمہ فتح سے مروی ہی کہ پیسے محراب دیوار وفرش وغیرہ پر اسمای الہی وقرآن شریف لکھنا مکروہ ہی۔ مگر اوسکی تعظیم وتوقیر کیجائے اور بی ادبی نہو تو درست ہی ۱۲۔ اور فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ لوکتب القران علی الحیطان والجدران بعضھم قالوا یرجی ان یجوز وبعضھم کرھوا ذلک مخافۃ السقوط تحت اقدام الناس انتہی ۱۲۔ ترجمہ پردے یا دیوار پر اگر قرآن شریف لکھا جاوے تو بعض علماء نے اوسکو جائز رکھا ہی اور بعض نے مکروہ جانا ہی بلحاظ ترک ادب کہ شاید گرے اور پاؤن تلے نہ آئے۔ مواہب لدنیہ مین امام قسطلانی الشافعیؒ حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ صلعم کے احوال مین تحریر فرماتے ہین۔ قد عقد لہ لواء ابیض واللواء ھو العلم

الذی یعمل فی الحرب یعرف بہ موضع صاحب الجیش وقد یحمل صاحب الجیش وقد یدفعہ لمقدم العسکر۔ وقد صرح جماعۃ من اہل اللغۃ بترادف اللواء والرایۃ ولاکن روی احمدؒ والترمذیؒ عن ابن عباسؓ کانت رایتہ رسول اللہ صلعم سوداء ولواءہ ابیض ومثلہ عند الطبرانی عن بریدۃ وعند عدی عن ابی ھریرۃؓ وزاد مکتوب فیہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ انتہیٰ ۱۲ — **ترجمہ** تحقیق دیا تھا اونکو (یعنی حضرت حمزہؓ کو) ایک نشان سفید۔ اور لواء اوس علم کو کہتے ہیں جو حرب میں رکھا جاتا ہے تاکہ صاحب لشکر کا مقام معلوم ہو۔ اوس علم کو بعض وقت سردار خود اوٹھاتا ہے۔ اور کبھی لشکر کے آگے رکھتے ہیں۔ اکثرین اہل لغت نے تصریح و خلاصہ کیا ہے کہ لواء و رائت ایک ہی ہے مگر امام احمدؒ اور ترمذیؒ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا نشان سیاہ اور جھنڈا سفید تھا۔ اسیطرح روایت کی ہے طبرانیؒ نے بریدہ سے اور عدی نے ابو ہریرہؓ سے اور زیادہ کیا ہے اونھون نے اس روایت مین کہ اوس نشان پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا انتہیٰ ۱۲ —

مرقومہ بالا احادیث صحیحہ و روایات فقہیہ سے صریح واضح ہے کہ کلمۂ طیبہ یا اسمای متبرکہ نشان کے کپڑے پر تحریر کرنا بشرط حفظ تعظیم و توقیر درست وجایز ہے —

سوال دوازدہم

صوفیۂ کرام۔ مثلاً رفاعیہ قادریہ چشتیہ وغیرہم کی مجالس مذاکرہ مین جو حالت وجد و رقص کی پیدا ہو اوس مجلس مذاکرہ وشاغلین و ذاکرین کو شیطان بھوت یا کفار وغیرہ سے مشابہت دیکے بیجا و ناسزا کلمات اونکے شان مین

کہنا اور اطلاق کفر کرنا درست ہے یا نہیں —

الجواب

صوفیۂ کرام کے طریقۂ ذکر اذکار اور اونکے مجالس مذاکرہ پر طعن وتشنیع کرنا موجب فسق وضلال اور باعث شومی ونکال ہے — کیونکہ وے لوگ ہرگز خلاف شرع کام نہیں کرتے اور کسی اہل طریق نے ترک صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ نہیں کی یا دوسرون کو بھی اوس سے باز نہیں رکھا چنانچہ شیخ عبد الوہاب شعرانی کتاب یواقیت الجواہر مین تحریر فرماتے ہین — قال الشیخ مجد الدین الفیروز آبادی صاحب کتاب القاموس فی اللغة - لایجوز لاحدٍ ان ینکر علی القوم ببادی الرای لعلومهم انہم فی الفہم والکشف وقال ولم یبلغنا عن احدٍ انہ امر بشیٔ یہدم الدین ولا نہی احدً عن الوضوء ولا عن الصلوٰة ولا عن غیرهما من فروض الاسلام ومستحباتہ انما یتکلمون بکلام یدق عن الافہام وکان یقول قد یبلغ القوم فی المقامات ودرجات العلوم الی المقامات المجهولة التی لم یصرح بها کتاب ولا سنة ولکن اکابر العلماء العاملین قد یردون ذلک الی الکتاب والسنة بطریقٍ دقیقٍ لحسن استنباطهم وحسن ظنهم بالصّٰلحین ولا کن ما کل احدٍ بتربص اذا سمع کلامًا لا یفهمہ بل یبادر الی الانکار علی صاحبہ و خلق الانسان عجولًا انتہی ۱۲ —

بے شک وہ جہال مستثنیٰ ہین جو کہ خود کو صوفیہ تصور کر کے بے علمی و نافہمی کے باعث کلمات بیجا و ناسزا کہتے ہین بلکہ نعوذ باللہ منہا احکام شرع سے تجاوز کر کے درجۂ کفر تک پہنچتے ہین — مخالفت وتنبیہ اوس فرقۂ باطلہ وزمرۂ عاطلہ کی البتہ ضرور ولابد ہے اور اونکو ایسے اقوال نامشروعہ وافعال قبیحہ سے روکنا لازم والزم ہے (چنانچہ اون کے چند اقوال کی تردید بموجب شرع شریف ہو چکی

اس فقیر نے ایک رسالہ المسمّٰی بہ طریقت شریعت مین مفصّل تحریر کی ہے)۔

صوفیان باصفا و سالکان راہ ہدا جو کہ پابند شریعت نبوی اور مستفیض از علوم و فیوضات ظاہری و باطنی ہین اور بمصداق آیۂ کریمہ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ الخ ۔ ذکر و اذکار ایزدی مین جد و جہد کرنے کے باعث مراتب عالی پاتے ہین ۔ چنانچہ ابوہریرہ رضی کی روایت سے بخاری اور مسلم مین ثابت ہے کہ ملائکہ ربانی اہل ذکر کو تلاش کرتے پھرتے ہین اور جبکہ ذاکرین کو پاتے ہین تو اونکو اپنے پرون سے اول آسمان تک اوٹھا لیتے ہین پھر جب حق تعالی فرشتون کو شاہد کر کے فرماتا ہے کہ مین نے اونکو بخشا ۔ تو کوئی فرشتہ کہتا ہے کہ اونمین تو فلانہ بندہ گنہگار بھی ہے جو اونکی راہ پر نہین کسی کام کو آیا تھا سو وہان بیٹھ گیا ۔ تب حق تعالی سے ارشاد ہوتا ہے کہ ہمنے اوسکو بھی بخشا ۔ وے ایسے لوگ ہین جنکے پاس بیٹھنے والا بھی شقی یعنی بے نصیب نہین رہتا انتہی ۱۲ —

شعر

مس ناقص از طفیل کیمیا زر می شود
اختیار صحبت کامل کن و کامل برآ

پس دریافت کرنا چاہئے کہ جنکے نزدیک بیٹھنے والا بہرہ یاب ہو کر اونکی شاغلین و ذاکرین پر اور اونکے مجالس مذاکرہ و حالت وجد و رقص بلا تصنع کو شیطان بھوت کفار وغیرہ سے مشابہت دینا اور بیجا و ناسزا کلمات اونکی شان مین کہنا کس طرح درست و جائز ہوگا ۔ چنانچہ فتاوی الخلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ مطبوعہ مصر مین مرقوم ہے ۔ واما قولہ فی الرقص والتواجد اول من احدثہ اصحاب السامری ۔ فکیف یجوز لمسلم ان یشبہ الذاکرین اللہ کثیرا بالکافرین وقال تعالی اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ وقال تعالی اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَہُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاءً مَّحْیَاہُمْ وَمَمَاتُہُمْ سَاءَ مَا یَحْکُمُوْنَ

اگرچہ بعض تصنیفات مین طریقہ صوفیہ پر اعتراضات تحریر ہین لیکن

وہ اعتراضات اونکے دو وجہ سے خالی نہین ۔ اول یہہ کہ مراد اونکی وے کذاب اہل تصوف ہونگے جو برخلاف احکام شرع عمل پیرا ہین جنکا ذکر اوپر ہوا ۔ دوسرا یہہ کہ شاید اون مصنفون نے فقط جہال کے اقوال و افعال پر نظر کرکے صوفیۂ صدق و صفا و رہروان طریقہ ہدا کو بھی بدگمانی سے اونکے مطابق تصور کیا ہو اور علی الاطلاق بدون استثنا کرنے کے سبھون پر زبان طعن دراز کی ہو

شعر

بذکر ش ہرچہ بینی در خروش ست	ولی داند درین معنی کہ گوش ست

لہذا ہمکو نہ چاہئے کہ اونکے بدگمانی کی تتبع کرکے خود بھی گرفتار معصیت ہون ۔ اور مانند اونکے اوس زمرۂ حقہ کو ناحق و ناروا متہم کرین کس لئے کہ سوء ظن کرنا مسلمانون پر حرام قطعی ہے ۔ چنانچہ فتاوی خلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ مصر مین اس امر کا نہایت خلاصہ تحریر ہے مگر چونکہ عبارت اس بحث کی طول ہے ۔ لہذا مصنف نے جو حاصل اسکا بیان کیا ہے وہ تحریر کیا جاتا ہے

وهو هذا والحاصل ان اصحاب هذا النقول من الفقهآء اذا اساؤا ظنونهم فی طائفة من الصوفية فحملوا احوالهم فی ذکر الله تعالی علی اللهو واللعب وطعنوا فی شانهم مما يعلمه الله تعالی لا يلزمنا نحن ان نتبعهم فی سوء الظن فی اهل الذکر فی جميع الازمان ونرکب هذه المعصية کما ارتکبوها ۔ ونعتقد انها طاعة وقد قال تعالی يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ الاية فَاِنَّ سُوْءَ الظَّنِّ بالمسلم حرام قطعی والتاويل واجب فی افعاله واقواله کما قاله العلماء والسماع عند طائفة الصوفية غير السماع عند الفقهآء من الاحکام الشرعية فان طائفة قلوبهم فارغة من سوء الظن فی احد من البرية انتهی ۱۲ ۔ خداوند عالم جمیع اہل اسلام کو توفیق خیر رفیق عنایت فرماوے ۔ اور پیروی رسول مقبول کی نصیب کرے آمین ثم آمین ۔

نظم

یا الٰہی چشم بینائی بدہ آتش افگن در دلم مانند طور	در دلم از عشق سودائی بدہ شعلہ خیزد از تجلیہای نور

فائدہ

چونکہ یہہ رسالہ متعلق بہ سلسلۂ عالیۂ رفاعیہ رح ہے - لہذا بنظر استفادۂ ناظرین حقیقت بین نہر کا مجمل تذکرۂ متبرکہ حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین الغوث المعظم والقطب المکرم شیخنا ومولانا السید احمد الکبیر الحسینی الموسوی الرفاعی قدس اللہ سرہ واعاد اللہ علینا من برکاتہ کا لکھا جاتا ہے - فضیلت وکرامت آپکی مشائخین دہر واولیاء عصر پر درجۂ ثبوت وتحقیق کو پہنچی ہے - چنانچہ مصنف تریاق المحبین تحریر فرماتے ہین کہ شیخ محمد خطیب الحدادی کے روبرو جبکہ حضرت رفاعی رح اور دوسری اولیاء اللہ کا ذکر آتا تب آپ - حضرت رفاعی رح کے فضایل ومراتب مین یہہ اشعار پڑھتے -

لاتقس یا رقا النجوم بشمس فاحذرن ان یقال عینک عمیا	بینہا والنجوم فرق عظیم والاماکابر اولئیم

اور مصنف موصوف لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبد القادر الجیلانی قدس سرہ کی مجلس مین حضرت رفاعی قدس سرہ کا ذکر آیا تب آپنے فرمایا کہ السید احمد الرفاعی رح حجۃ اللہ علی اولیائہ الیوم وصاحب ہذہ المادۂ اور یہہ شعر فی البدیہہ زبان مبارک سے حضرت رفاعی کی شان مین ارشاد فرمایا -

شعر

ہذا الذی سبق القوم الاولی واذا	رأیتہ قلت ہذا اخر الناس

اور مصنف مذکور نے بحوالۂ شفاء الاسقام لکھا ہے کہ بعض عارفین رویت جمال نبوی صلعم سے مشرف ہوئے تب آنحضرت صلعم سید احمد الکبیر الرفاعی رح کی

معرفت ومراتب میں فرماتے تھے کہ سید احمد الرفاعیؒ بادشاہ ہے اہلِ دین علم وفضل کے اور خلایق اسکی ہدایت سے استفادہ حاصل کرکے تو جہات اصول الی اللہ سے بہرہ یاب ہوگی۔ سبب اسکا قنا اور فناء الفنا باللہ ہے اور حال اوسکا سفال سے زیادہ تر ہے (یعنی جد وجہد عمل میں زیادہ ہے ربانی کیے ہے) علی ہذا القیاس مراتب وفضائل آپ کے سحاب وبیشما مثل آفتاب نصف النہار روشن ومبرہن ہیں اس مختصر رسالے میں گنجایش اون سبکے تحریر کی نہیں

مفاخرہ تابی عن الحصر انھا	متی مر منہا مخبر جاء مخبر
سلو الشمس عنہا انہا ھی دونہا	وایاتہ الزھر امن الشمس اظہر

اسم شریف آپکا سید احمد محی الدین۔ اور بہ سبب علو مراتب کے کبیر کہتے ہیں۔ کنیت آپکی ابو العباس اور لقب رفاعی ہے۔ سبب اس لقب کا اکثر کتابوں میں یوں تحریر ہے۔ کہ آپ کے جد امجد سید حسنؒ اصغر رفاعۃ الہاشمی المکی جوکہ بہ لقب رفاعہ مشہور تھے لہذا آپکا لقب رفاعی مقرر ہوا۔ اور مصنف تحفۃ الاولیاء وغیرہ نے لکھا ہے۔ کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ لقب شریف عنایت ومرحمت ہوا ہے جسکا خلاصہ کتب مرقومہ ذیل میں مندرج ہے اور جد مادری آپ کے سید نا رفیع الدین کی نسبت سے آپکا رفاعی لقب ہوا جوکہ عوام میں مشہور ہے یہہ غیر معتبر ہے۔

والد ماجد آپ کے سید نور الدین ابو الحسن علی المکیؒ بن سید یحیی ابن سید ثابت ابن سید حازم ابن سید احمد ابن سید علی ابن سید ابی المکارم الحسن المعروف برفاعۃ المکی ابن سید مہدی ابن سید محمد ابی القاسم ابن سید حسن ابن سید حسین ابن سید موسی الثانی ابن الامام سید ابراہیم المرتضی ابن الامام موسی الکاظم اور آگے نسب مشہور ہے جو امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

خرقۂ خلافت ومشیخت آپکو شیخ علی القاریؒ الواسطی سے حاصل ہوا اونکو شیخ الاعظم ابی الفضل محمد بن کامخ سے اونکو شیخ علی علام بن ترکان سے اون کو

علی البا تر یاری سے اونکو ملی العجمی سے اونکو ابو بکر شبلی سے اونکو سید الطائفہ
شیخ ابی القاسم جنید بغدادی سے اونکو سری السقطی سے اونکو معروف
الکرخی سے اونکو داؤد الطائی سے اونکو حبیب عجمی سے اونکو ابی سعید حسن بصری
سے اونکو مولانا و قدوتنا امام المشارق والمغارب سیدنا الامام علی بن
ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے ۔ اور آپکو سلطان المرسلین حبیب رب العالمین
خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے
فائدہ ظاہری و باطنی حاصل ہوا ۔

تحفۃ الاولیاء و شفاء الاسقام و براہین و تریاق المحبین اور عجائب واسط
وغیرہم مین تحریر ہی کہ آپ جب مکہ معظمہ سے تشریف لاکے بمقام ام عبیدہ
(جو کہ قریب بصرہ کے ہی) سکونت اختیار کی اور زہد و ریاضت آپکی جو کہ
بدرجۂ اتم تھی مشہور دیار و امصار ہوئی ۔ یہہ خبر ہدایت اثر سنکے اکثر مشایخین
کرام و علمای عظام نے اس نعمت عظمیٰ کو غنیمت جانکر بخلوص نیت بیعت کر کے
آپ سے فائدۂ ظاہری و باطنی حاصل کیا ۔ لکھتے ہین کہ تعداد خلفاء و منسلکین
سلسلۂ رفاعیہ آپ کے حین حیات مین قریب ایک لاکھ اسّی ہزار تک پہنچی تھی
اونمین سے اکثر مشاہیر کے نام نامی و اسمای گرامی کتب مذکورۂ بالا مین مرقوم ہین ۔

مذہب آپ کا شافعیؒ اور فقیہ کامل تھے ۔ تصنیفات و تالیفات آپ کے
بہت ہین مثلاً معانی بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ و تفسیر سورۃ القدر ۔ علم تفسیر مین
معتبر کتاب ہی ۔ و الروایۃ ۔ حدیث مین ۔ اور طریق الی اللہ ۔ و حالۃ اہل الحقیقۃ
مع اللہ ۔ اور بہجۃ ۔ یہہ تین کتابین علم تصوف مین نہایت عمدہ ہین ۔ اور شرح
التنبیہ فقہ شافعیؒ ۔ اور حکم ۔ اور احزاب ۔ و برہان المؤید ۔ اسیطرح چہ سو ۶۶۲
باسٹھ کتابین آپ کی تصنیفات و تالیفات سے ہین ۔

طریقۂ عالیہ رفاعیہ آپ ہی سے جاری ہی ۔ آپنے مریدین و متعلقین کے
لیئے ذکر اذکار کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے ۔ (جسکو اب رفاعیہ کہتے ہین) اصل صورت

اوسکی اسطرح ہے جیسا کہ امام المورخین شیخ المدینہ الشیخ عبد الصمد المطری اپنی کتاب انوار احمدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا قطب الاقطاب الغوث سلطان الاولیا شیخ السید الاحمد الکبیر الرفاعی الحسینی قدس سرہ و روحہ ایک روز آپ اپنے اصحاب و مریدین کو محبت و معرفت الٰہی کی ہدایت و ارشاد فرما رہے تھے اور بعض خلفا کو امر کرتے تھے کہ ہر شب جمعہ و شب دوشنبہ کو بعد نماز عشاء کے آدھی رات تک مشغول رہے ذکر جہر و نفی و اثبات جلی و خفی میں اور متوجہ رہتے قلب صنوبری کے جانب اور جبتک کہ اوس حلقۂ ذکر میں ہے تو مستغرق رہے ذکر الٰہی میں بہ شوق و تواجد کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ اگر تو چاہے تو ہر شب کو تنہا پڑہا کر تاکہ باطن تیرا منور ہووے - اور مورخ موصوف نے لکھا ہے کہ نیز اوس حلقہ میں کو بین دف کے ہمراہ قصاید و اشعار پڑھتے ہیں لیکن ذکر کا آواز دف کے آواز سے بلند رہتا ہے اور استماع ذکر کے باعث حالت شوق و تواجد میں آلات آہنی (مثلاً گرز شمشیر و سیخ وغیرہ) سے خود کے بدن پر ضرب کرتے ہیں جو بعنایات ایزدی اور اونکی برکت و فیض کے سبب کچھ مضرت نہیں ہوتی - شیر و گرگ و سانپ بچھو کو پکڑنا اور آگ میں داخل ہونا اور پانی پر چلنا آپ کے توابعین میں جاری ہے - کذا فی انوار احمدی للمطری ۱۲

یہہ مجالس راتب مخصوص ہے خاندان رفاعیہ کی — جسطرح سماع محدود ہے طریقہ چشتیہ پر اسی طرح ہر ایک سلسلہ کے پیشوای طریق نے اپنے توابعین کے واسطے ایک طریقۂ ذکر کا مقرر کیا ہے جسکی تعمیل بدون اجازت صاحب طریق کے نازیبا و لاحاصل ہے - اگر بدون اجازت صاحب طریق کے ہٹ دھرمی سے وہ طریق چلاوین تو وہ فیض کہاں سے حاصل ہوگا جو کہ صاحب اجازت و نعمت کو ہے - چنانچہ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے -

رباعی

ہیچکس از خود بخود چیزی نشد — ہیچ آہن ہم بخود تیغی نشد
مولوی از خود نشد مولای روم — تا غلام شمس تبریزی نشد

ایضاً

علم باطن ہمچو زبد و علم ظاہر ہمچو شیر — کی شود بی شیر زبد و کی شود بی پیر پیر

مَن خدمَ خُدِمَ۔ کیفیت بیعت و اجازت کی کتب مشایخین مثلاً قول الجمیل وغیرہ مین خلاصہ وار تحریر ہے اس مختصر رسالہ مین گنجایش نہین ۔

کتب تواریخ و انساب سے منکشف ہے ۔ کہ آپ کثیر التزوج و الاولاد تھے ۔ آپ کے بارہ فرزند و دو صاحبزادیان تھین جنمین چار فرزندون سے نسب آپکا جاری اور اقالیم مختلفہ مین منتشر ہے اور آٹھ فرزند لاولد رہے ۔ چنانچہ فرزند اکبر سید صالح رفاعی اپنے والد بزرگ کے حین حیات مین راہی ملک بقا ہوئے ۔ اور سید یحیی البخاری کے قبہ مین مدفون ہین اونکے ایک فرزند المسمی سید محمد شمس الدین خلف ہوئے جنکی نسل واسط و بصرہ و سبیلیات وغیرہ مین منتشر ہے ۔ دوسرے سید محمد معدن اسرار اللہ الرفاعی بعد وفات والد ماجد سجادہ مشیخت و تولیت پر متمکن ہوئے ۔ قبر شریف آپکی سعید معدن زیارتگاہ عالم ہے ۔ اولاد آپکی مصر و شام و سبیلیات و مدینہ منورہ و عجم و استنبول ۔ و ہند کے شہر بمبئی و سورت وغیرہ مین موجود ہے ۔ تیسرے سید ابراہیم النقیب جنکے فرزند سید احمد صیاد سے نسب آپکا جویزہ بوشہر بندر ریک وغیرہ مین معروف و مشہور ہے ۔ چوتھے ۔ سید علی سکران تھے جنکے فرزند سید شعبان رفاعی سے نسب آپکا عراق و ماوراء النہر و سند قندہار وغیرہ مین منتشر ہے ماباقی آٹھ فرزند یعنی سید اسماعیل المجذوب سید یوسف ۔ سید عبد الفتاح ۔ سید ابو المحامد حسن ۔ سید حسین ۔ سید موسی ۔ سید محمود ۔ و سید عبد المحسن نفعنا اللہ بارواحہم لاولد رہے ۔ اور دو صاحبزادیان ۔ اول خدیجہ جنکو زینب بھی کہتے ہین ۔ دوم فاطمہ رضی اللہ عنہما اجمعین ۔ کذا فی التریاق ۱۲ ۔ و سفینۃ الاحمدی ۔ و انساب طالبیہ ۔ و درۃ المغیبہ ۔ و روضۃ الانساب ۔ و خلاصۃ الانساب ۔ و بحر الانساب وغیرہم ۔

کرامات و خوارق عادات آنجناب قدس سرہ مشہور و معروف اور بلا تعداد ہین جو کتب سیر و تواریخ وغیرہ مثلاً تاریخ امام یافعی و تاریخ تریاق

سواد العینین للامام رافعیؒ ۔ و انتصاح فی ذکر الصلاح ۔ و تریاق المحبین
و نزہت المجالس وغیرہم کتابوں میں مفصل طور مذکور ہیں یہاں مختصراً
فقط ایک دو کرامات خیر آیات تحریر کئے جاتے ہیں چنانچہ عمر بن الفرج الفاروقیؒ
سے منقول ہے کہ ایک روز لب دریای واسط ہم اکثر اشخاص حضرت غوث المکرم قطب
المعظم سیدنا احمد الکبیر الرفاعی قدس سرہ کے ہمراہ تھے کہ یکایک آپنے نعرہ کیا اور
فرمایا کہ مجھے یوں الہام ہوتا ہے کہ ای احمد تیرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت کو جاؤ وہاں تیرے لئے ایک نعمت پر سعادت امانت ہے جو آنحضرت
صلعم سے تجھکو عطا ہوگی ۔ لہذا میں زیارت رسول اکرم صلعم کا عازم ہوں
تم سبھوں کا کیا قصد ہے ۔ تب سید عبد الرزاق الحسینی کھڑے ہو کر فی البدیہہ
یہہ شعر موزوں کرکے عرض کئے ——— شعر کل امر فانا لانخالفہ ـ وحد
حداً فانا عنده نقف ۔ یعنی جو کچھ کہ ارشاد عالی ہو بسر و چشم ہم حاضر ہیں ۔
غرضکہ وہاں سے آپ مع جماعت ام عبیدہ کو تشریف لائے اور اسباب سفر
تیار کرکے عازم حجاز ہوئے ۔ مصنف نے لکھا ہے کہ وہ سال ۵۵۵ھ ہجریہ تھا
اور جبکہ آپ نے حج بیت اللہ کا قصد کیا تو ایک انبوہ کثیر عازم حجاز ہوا ۔ بعد
فارغ ہونے حج بیت اللہ سے زیارت نبی صلعم کو روانہ ہوئے اور آپ پیادہ و پا
برہنہ چلتے ہوئے روضۂ اقدس تک پہنچے ۔ اوسوقت نوے ہزار (۹۰۰۰۰) سے زیادہ آدمی
موجود تھے ۔ حضرت رفاعیؒ بعد نماز عصر کے حرم شریف نبوی صلعم میں داخل ہوئے
اور تمام زوار حرم مبارک میں اور اطراف و جوانب جمع تھے حضرت رفاعی قدس
سرہ نے قبر منور کے قریب ہو کر نہایت ادب و انکساری سے تحفۂ سلام پیش کیا
السلام علیک یا جدی وہیں از روی انعام و رحمت وعلیک السلام یا ولدی ارشاد
ہوا ۔ جو حاضرین نے سنا آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانب سے اس درجہ
الانعام والاکرام ہونے کے باعث غایۃ ذوق و شوق سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ پر
حالت وجد و رعد غالب ہوئی حتی کہ تاب کھڑے رہنے کی نہ رہی ۔ بعد ایک لحظہ کے

قبر شریف کے قریب ہوکر نہایت عجز و فروتنی سے یہہ رباعی عرض کی ۔ فی حالت البعد روحی کنت ارسلها ۔ تقبل الارض عنی وهی نائبتی ۔ وهذه دولة الاشباح قد حضرت ۔ فامدد یمینک کی تحظی بها شفتی ۔ سبحان اللہ کیا نوازش و اکرام رسول خیر الانام حضرت رفاعی کے حال پر ہے جونہی یہہ اشعار تمام ہوئے تھے کہ قبر مبارک شق ہوئی اور دست مبارک مثل مہر پر ضیا جلوہ آرائی انجمن عالم ہوا فوراً حضرت رفاعی قدس سرہ نے اوس دست مطہر نبوی پر بوسہ دیکے فوائد ظاہری و باطنی حاصل کئے اوسوقت مسجد نبوی میں اگرچہ بہت اصحاب خیر موجود تھے لیکن حسب تحریر مصنف تریاق المحبین مشائخین کرام و اولیاء عظام کے نام نامی و اسمای گرامی یہہ ہیں الشیخ عقیل المنبجی و شیخ حیوٰة ابن قیس الحرانی ۔ اور شیخ عدی بن مسافر ۔ اور سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی ۔ اور شیخ احمد زعفرانی ۔ اور شیخ سید عبد الرزاق الحسینی ۔ اور سوا انکے بہت سے اولیاء کاملین و مشائخین صالحین وغیرہم موجود تھے ۔ کذا فی تریاق المحبین و شرف المختم ۔ التنویرہ و نزہتہ المجالس وغیرہ ۔

حکایت اصحاب کرامت مآب و ارباب ولایت انتساب سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت سیدنا و مولانا پیران محی الدین شیخ عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم ہمدم کو بخدمت سلطان الاولیاء برہان الاتقیاء الغوث سیدنا احمد الکبیر الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ روانہ کیا اور زبانی اوسکے یہہ کہلا بھیجا کہ ما العشق ۔ یعنی عشق کیا چیز ہے ۔ جبکہ خادم مذکور نے حضرت سید احمد الکبیر الرفاعی کے حضور اقدس میں ما العشق کو بیان کیا آپنے یہہ لفظ سنکر ایک آہ جگر دوز سینہ پر سوز سے نکالی اور فرمایا کہ العشق نار یحرق ما سوی اللہ تعالیٰ ۔ چنانچہ اوس آہ جانکاہ کی تاثیر سے اول تو ایک درخت جسکے سایہ میں آپ تشریف رکھتے تھے آگ لگ گئی اور من بعد خود سید احمد الکبیر الرفاعی بھی جلنے لگے یہانتک کہ تمام بدن آپکا جلکر خاک ہو گیا اور بعدہ وہ خاکستر پانی بنکر بمقام نشست برف کے مانند جم گیا ۔ اوس خادم نے یہہ حال پر ملال دیکھکر لرزان و ترسان بخدمت حضرت سیدنا عبد القادر الجیلانی حاضر ہوکر تمام کیفیت با دیدہ اشکبار عرض کی حضرت موصوف نے فرمایا

کہ تم اوسی مقام پر واپس جاؤ اور جسجگہہ پر کہ جسم مبارک حضرت سید احمد الکبیر رفاعیؒ کا گرمی محبت الہی سے جلکر اول خاکستر اور پھر فیوضات ربانی سے پانی ہوگیا ہی اوس مقام کو عطر و گلاب وغیرہ عطریات سے معطر کرو اور اوس پانی کے گرد اگر دبخور جلاؤ کہ جسم مبارک آپکا پھر بعالم عنصری رجوع کریگا چنانچہ اس خادم نے حسب ارشاد تعمیل کی ایک ساعت نہ گذری تھی کہ حضرت سید احمد الکبیر الرفاعیؒ نے مقام فنا فی الفنا و مونوا قبل ان تموتوا سے پھر رجوع کیا۔ اور وہ پانی قدرت الہی سے صورت جسم بنگیا۔ اور سید احمد الکبیر الرفاعیؒ قدس سرہ کلمہ پڑھتے ہوئے اوٹھ بیٹھے **شعر** قادرا قدرت توداری ہرچہ خواہی آن کنی۔ مردہ را جانی بہ بخشی زندہ را بیجان کنی۔ جبکہ یہہ خبر فرحت اثر حضرت سید نا عبد القادر الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچی۔ تو فرمایا کہ اولیا راس مقام فنا در فنا مین پہنچ جاتا ہی تو پھر رجوع کرنا اوسکا عالم عنصری مین ممکن نہین سوای دوکس اولیا کے کوئی شخص اسطرح پھر بعالم عنصری رجوع نہین کیا۔ ایک یہہ سید احمد الکبیر الرفاعیؒ۔ اور دوسرے ایک ولی کہ ایام سلف مین اونپر بھی یہی حالت وقوع مین آئی تھی **شعر**۔ شہسواری کہ دید ندحسن یار۔ پا فتند دریای عشق بے کنار۔ جملہ گشتند غرق بحر حسن دوست۔ نی خبر از بحر وار ندنی کنار۔ کذا فی گلدستہ کرامات وغیرہ

ولادت باسعادت آپکی بروز پنجشنبہ یکم رجب المرجب سنہ ۵۱۲ ھجریہ مین واقع ہوئی۔ عمر شریف آپکی چھیاسٹھ برس کی تھی۔ وفات بروز پنجشنبہ وقت عصر بقول اکثرین بامیسوین جمادی الاول سنہ ۵۷۸ ھجریہ بمقام ام عبیدہ واقع ہوئی۔ اور قبر اطہر اوسی مقام پر روضۂ مبارک مین زیارتگاہ عالم ہی۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا اللہ بہ فی الدنیا والآخرۃ وجمیع عباد اللہ الصالحین آمین۔ وما توفیقی الا باللہ حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر ؕ

کتبہ خادم الطلاب والمشایخین السید نور الدین سیف اللہ بن صاحب السجادہ السید حسام الدین الحسینی الموسوی الرفاعی عفا اللہ عنہما وعن سایر المسلمین آمین یا رب العلمین

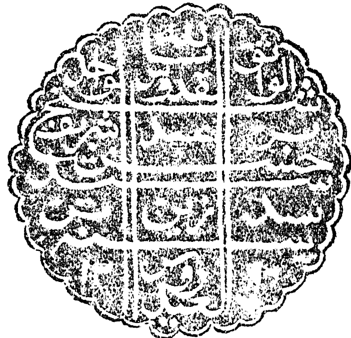


قد صح الجواب كتبه خادم الشرع شريف
قاضي شريف عبد اللطيف نوبندے قاضي شهر جزيرہ
معمورہ بمبئی متعلقہ رتناگیری



وكان كاتبه خاتمه

ما فيه المسطور فهو صحيح



ما اجاب المجيب فهو فيه
مصيب كتبه خادم
الشرع القاضي
شيخ محمد
شيخ
مرتهي
عفي عنه



ما ظهر في هذا الفتوى من الروايات الشرعية
والمسائل الفقهية فهو صحيح كتبه السيد علوي
بن محمد بن احمد العيدروس عفي عنهم ١٢



وقد اصاب فيما اجاب والله اعلم بالصواب كتبه
خادم الطلبة القاضي اسمعيل المهري عفا الله
تعالى عنه وعن والديه



ما حرره في هذه الرسالة فهو صحيح خادم العلماء
محمد كاظم عفي عنه

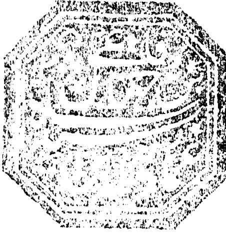


ما حرره في هذه الرسالة فهو صحيح كتبه خادم
الطلاب ضياء الله بن مولوي محمد احسن
عفا الله عنهما وجميع المسلمين
امين ١٢

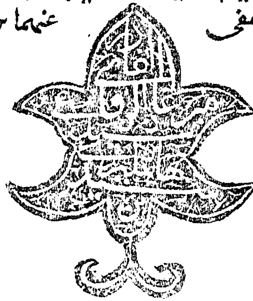
الامر کما کتب کتبہ اضعف السالکین
السید ابو النصر حسام الدین الحسینی
الموسوی الرفاعی عفی عنہ امین ۱۲



الامر کما ذکر کتبہ العبد المسکین
السید عماد الدین الرفاعی
عفی عنہ ۱۲



الجواب صحیح کتبہ سید جہانگیر بن سید میر غازی صاحب القادری
عفی عنہما ۱۲



حامداً و مصلیاً و مسلماً

فی الواقع بعد قیل و قال صحیح یہ ہے کہ ضرب دفوف شرعاً مباح ہے اور اشعار و قصائد حسنہ پڑھنا بھی درست ہے۔ اور وقت وجد صحیح کے بلا اختیار تحرک و تمایل میں بر قول معتمد کچھ کلام نہیں اور ضرب شمشیر و خنجر و غیرہا بمصلحت دینی بلا تصنع و شعبدہ بازی و عدم ضرر و افتراء جائز ہے۔ اور توسل و استمداد بلفظ یا یا بغیر یا بر مذہب منصور جمہور جائز ہے۔ اور علم و نشان زمانہ نبوی میں تھے۔ اور جہاد و غزا کے وقت بھی رہتے تھے۔ اور بعض روایات میں آیا کہ حضرت مدینہ شریف میں مع نشان داخل ہوئے کما ذکرہ المجیب۔ اور کلمہ طیبہ وغیرہ کا نشانوں پر لکھنا بشرط حفظ حرمت درست ہے۔ اور کلمات تیجانیہ نسبت اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کا نہ باعث وبال نہ نکال دنیا و آخرت ہیں

حررہ العبد المفتقر الی مولاہ عبید اللہ جعل اللہ اخرتہ خیراً من اولاہ

تحریر مجیب لبیب بلا شک صحیح و درست ہی اور تقریر جلیب سبیب ہدایت مشکوک کے لئے صحیح و چست ہی حررہ احقر عباد اللہ المنان محمد خلیل الرحمن عفا اللہ عنہ و عن والدیہ و عن جمیع المسلمین بالفضل والاحسان ۱۲

تحریر مجیب بلا ریب صحیح ہی اور طریقہ رفاعیہ بموجب ارشاد سیدنا الشیخ سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز طریقہ حقہ سے ہی جیسا کہ آن محبوب سبحانی نے اپنے قصیدے مین ارشاد فرمایا ہے —
کذا ابن الرفاعی کان منی ؛ فیسلک فی طریقی واشتغالی ؛ اور قصیدہ بجانا رفاعیہ کا بموجب طریق اپنے کے انکو جایز ہی جیسا کہ حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ وغیرہ مین ہے حررہ المحمود حرسہ اللہ الودود ۱۲

ما قالہ مولانا فصحیح و معتمد کتبہ خادم الشرع القاضی اسمٰعیل الجلمانی الشافعی عفا اللہ تعالیٰ عنہ و عن جمیع المومنین آمین یا رب العالمین ۱۲

ما اجاب بہ المجیب فہو فیہ مصیب کتبہ احقر عباد اللہ العظیم محمد عبد الکریم ۱۳۰۵ کنجپوری عفا اللہ عنہ البارحی ۱۲

جو کچھ مجیب نے لکھا ہی بلا ریب صحیح ہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ نے مدارج النبوۃ کے جلد اول باب دہم مین حکم سماع و دف بجانے وغیرہ مین اقوال طرفین کے بسط کے ساتھ لکھا ہی اور اباحت مین بہت دلایل لائے ہین جسکا جی چاہے دیکھ لیوے — اور نزد الطرفین توسل و استمداد انبیا و اولیا و اللہ سے جایز ہی چنانچہ فصل الخطاب مین مشرح مرقوم ہی — کتبہ عبد المذنب الذی ہو فی بحر العصیان غریق الفقیر الحقیر محمد صدیق عفا اللہ عنہ فی الآخرۃ من النار ...

شکریہ

لله الحمد والمنہ کہ علمای باتمکین وقاضیان شرع مبین ومشایخان اہل ارشاد وتلقین نے اس رسالۂ صداقت مقالہ کو بعین عنایت ملاحظہ ومطالعہ فرما کر دستخط ومواہیر سے مرتب ومزین فرمایا۔ علی الخصوص حضرت عموی صاحب قبلہ وکعبہ مولانا مولوی حاجی سید عماد الدین صاحب الرفاعی اور حضرت مولانا واستاذنا مولوی حاجی عبید اللہ صاحب مدظلہما نے نہایت تحقیقات سے بنظر صحت واصلاح ملاحظہ فرما کے بندے کو ممنون ومشکور گردانا۔

احقر مؤلف ان سب حضرات بابرکات کا تہ دل سے شکر گذار ہے۔

خداوند عالم ان صاحبان ذیشان کو سلامت باکرامت رکھے اور جزائے خیر عنایت فرماوے۔

قطعات تاریخ انطباع رسالہ تحفۂ رفاعیہ

مادہ ہای تواریخ عظیمہ زبدۃ العلماء والمشایخین عمدۃ الفضلاء والسالکین حضرت سیادت پناہ نجابت دستگاہ مولانا مولوی حاجی سید عماد الدین صاحب الحسینی الموسوی الرفاعی مدظلہ العالی

خلاصہ تنقیح المسائل	مہاقشات الخاطر زایل	تحقیقات النور	لجمال الضرور
۱۳۰۶	۱۳۰۶	۱۳۰۶	۱۳۰۶

ایضاً قطعۂ تاریخ

الف الولد ہذہ النسخہ
باسمہا اعلامہا عماد قال

رب یجزی ویشکر سعیہ
اثر ترتیب تحفۃ الرفاعیہ
۱۳۰۶

از طبع وقاد و ذہن نقاد عمدۃ العلماء زمان حضرت مولانا مولوی حاجی خلیل الرحمان صاحب سلمہ المنان

کرد تحفہ رفاعیہ تالیف بہر تاریخ طبع آن تحفہ	سید با حشم خجستہ خصال فکر ناقص نمود چونکہ خیال	اسم سامیش دان تو نور الدین ناگہم ہاتف سرود سہ شہیم	صاحب علم و فضل و خلق کمال در ساعتم رساند این فی الحال
	سر کاذب شکستہ خوان تو خلیل ہو بہو موجب ہدایت ضال ۱۳۰۶		

تقریظ افسر شعرا شیرین سخن فخر سخنوران گجرات رکن معروف و مشہور جناب محمد منظور صاحب منظور

ای امارت و سیادت تضمین۔ وای صاحب علم و حلم فصاحت و بلاغت تمکین۔ عالیجاہ رفیع بارگاہ والامناقب مولانا سید نور الدین صاحب سجادہ۔ اعنی مسند آرای رفاعیہ۔ جزاکم اللہ خیر۔ وحرسکم اللہ من کل ضیر۔ حبذا مرحبا صد مرحبا۔ آفرین بل ہزار آفرین۔ کہ آپنے خصوص اس زمانہ مین کہ اکثر و نکے عقیدے بودے ہوگئے ہین۔ ایسے خواب غفلت مین سوگئے ہین۔ کہ بزرگان دین۔ و اولیا سالکین بلکہ قطب الاقطاب۔ اور ائمہ عالیجناب۔ اور اہل بیت اطہار۔ و اصحاب کبار۔ تک کی بزرگی یا خرق عادات کا کچھ ذکر آتا ہے۔ تو اوسکو ایک فسانہ جانتے ہین۔ کسی کی نہین مانتے ہین۔ یہہ رسالہ ایسا لکھا کہ باید و شاید۔ مین نے اس عجالہ کو اول سے آخر تک دیکھا اسمین بارہ سوال مع جواب باصواب بحوالہ کتب فائقہ تحریر ہین۔ اور اخیر مین ایک فائدہ تحریر ہے جسمین اختصار و خوبی کے ساتھہ سیدنا احمد الکبیر الرفاعی کے حالات و کرامات مسطور ہین۔ یہہ رسالہ ایسے دلایل ساطعہ و براہین قاطعہ سے پر ہے کہ مخالفون کو چون و چرا کرنیکا مجال نہین۔ کسی کو یارای قیل و قال نہین ہم سوا اسکے اور کچھ نہین لکھتے ہین کہ اسکی جزای خیر بطفیل آپ کے جد امجد کے جناب باری عطا فرماو ذیل مین قطعات تواریخ درج ہین ازراہ لطف اوسپر بھی نظر ہو جاوے۔ زیادہ۔ آفتاب ہدایت و کرامت تابان و درخشان باد برب العباد۔

منکرون کے لئے سوار ونکا	قطعۂ تاریخ	ہے یہہ بیشک رسالہ غازی

کاہی رحمت کی ہیں صفحین سطرین	ہے یہہ نگہہ جہالۂ غازی	داغ دشمن میں ہے جواب سرسبز	گل و ریحان و لالۂ غازی
گرچہ چنگی نہیں یہ قلمی ہے	تیز تر ہے یہہ سفالۂ غازی	منکران رفاعی کٹ گئے دیکھ	جوہر جوشش سفالۂ غازی
ہیں الف تیر اور بے شمشیر	کاٹ پر ہے عبالۂ غازی	فلک نجم جناب نورالدین	ہے جو پنجہ دو نالۂ غازی
ہے ناسیر وطن سوئے تاریخ	کی خوشی سے حوالۂ غازی	سر جانب کو کر قلم منظور	سال لکھیے (رسالۂ غازی) ١٣٠٦

ایضاً

کسی رسالہ جو نور دین نے لکھا	ہو نہیں پروانہ ادب وہ شمع جمال	اب کرامت سے منکر و نکار لا	دیکھ کر اسکو ہو گا بد تر حال
	جی خدا اگر کے کر رقم منظور	جلوۂ (تحفۃ الرفاعی) سال ١٣٠٦	

ایضاً

دلا سجادہ آرائی رفاعی			رفیع القدر سید نورِ دین است
دراحوالِ جنابِ قطبِ اکرم	کہ سید احمد آن از واصلین است	براہین کراماتش چو اجسم	درخشان و عیان برصالحین است
کرامت ثابت است از نص قطعی	چو ذکر اولیاء واصلین است	سروش غیب التش گفت منظور	زہی باغ و بہار زاہدین است ١٣٠٦

چکیدۂ کلک دُر نثار قم و نتیجہ طبع بلاغت شیم عشق سخنور یکتا جناب سید فقیر محمد صاحب الخادی تخلص قـ ا

زہے زمانۂ رنگین زہے بہار طرب
زہے تبختر و ناز سمن بیاد چمن
دلِ عنادلِ عالم ہے نغمہ سنجی میں
غلام گوہر صدفی ہے آبروئے ہمہ تن
دف طریقت حق کی وہ آج نوبت ہے
سرور جذب سے خوش ہے خیال شیخ و حسن
یہہ وہ طریق ہے جسپر نثار عالم ہے
کہ جسکا نور ہے روشن ہے خطہ دکن
اثر ہے تیغ کی ہے اوسکے نام لیوا پر
کہ اوسمیں حال ہے اونکا بشرح و بسط سخن

زہے تفرجِ گلگشت نکہت گلشن
عجب نہیں ہے کہ اے شاخ جھوتا تیرا
نکھار پر ہے گل علم حق کا وہ جوبن
جو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا حقیقت آئی ہے
بجا ہے گونج اوٹھے قلب پیر چرخ کہن
پلا رہا ہے مئے شوق چرخ مینا کار
یہہ سلسلہ وہ ہے جسپر فدا ہیں مرد و زن
عرب عجم و روم و قیم میں بیان ہند میں صف
ہر ایک ضرب میں رہتا ہے نم سے امن
کیا وہ کام ہے اسپر ایک لطف فرما نے

زہے شباب عروسِ گل زہے بلبل
یہہ جنبشیں ہیں دم ذکر ایزد ذوالمنن
رواں ہے باغ شریعت میں نہر علم سلوک
ہوائیں معرفت حق کی چلتی ہیں سن سن
زمانہ وجد میں ہے کہہ کے المدد یا پیر
ہر ایک مرید رفاعی کو ہے سماع فن
جناب سید احمد کبیر کے قربان
نشان اونہیں کا علم ہے تا بہ دکن
کتاب اوسکو کوئی اونکے تذکرے میں تھی
رقم ہے جسمیں ہے احوال شاہ زمن

کتاب ہی کہ نسیم بہار جنت ہے
کرے ثنا یہہ کہان نطق غنچۂ سوسن
ظلال نور طریقت ہزار ہین جسمین
ضیاء مہر سپہر طریقۂ روشن
لبون کو ذکر الٰہی مین جنبشین ہر دم
اونھین کی جوہر فکرت کا ہی یہہ اک مخزن

کیا ہے صورت گل جسنے ایک جہان کا دہن
کلام مین اثر وجد خیز پیدا ہے
یہہ کہہ رہا ہی عیان حرف حرف کا دامن
ملک صفات خوش اوقات ذاکر و شاغل
زبان پہ نام خدا اور دیانی کا سخن
خیال طبع ہوا اونکا جب پس ترتیب

نگاہ دیدۂ نرگس ہے محو نظارہ
کہ خوب تازہ مضامین کا ہی چھوٹتی ہے تن
مؤلف اسکے ہین سید رفاعی نور الدین
مطیع پیر و معشوق ایزد ذو المن
اونھین کی طبع مصفا کا ہی یہہ آئینہ
کہ فیض سے نہ رہے بے نصیب خلق زمن

تو ای فدا یہہ لکھا مین نے مصرع تاریخ زہے مسایل شرعی زہے کتاب حسن
۱۳ ۶

ایضًا

ہزار شکر کہ تحریر شد ز نور الدین
نوشت کلک فدا یہہ سال این مصرع

ہمین مسایل و اذکار پاک بالتحقیق
بلند طبع کتاب رفاعی اہل طریق
۱۳ ب ۶

ایضًا عیسوی

للہ الحمد وہ تالیف ہوا ہی نسخہ
آبرو یاب اونہین سے یہہ دُر یکتا ہے
مسئلے بھی ہین اور احوال رفاعی بھی ہے
نیک آغاز کا انجام و مآل اچھا ہے

جسکے اوصاف کا مخلوق مین اک چرچا ہے
دیکھکر اسکو یہی کہتے ہین مستان ازل
نسخۂ پاک تو ہے ایک مگر کیا کیا ہے
فکر تاریخ مسیحی میرے دل مین آئی

جوش زن بحر یہہ ہی حضرت نور الدین
بادۂ عشق رفاعی کا یہہ خمخانہ ہے
شوق اسکا ہی بڑھا دیتا ہے عشق خالق
جب سنا مین نے فدا نسخہ تو چھپتا ہے

بلبل طبع نے بولا یہہ چہک کر ناگاہ
گلشن تذکرۂ نیک ازلی زیبا ہے
۱۸ ۶ ۸۸

رقمزدۂ کلک گہر سلک رفیق و شفیق جناب حاجی محمد صدیق صاحب تخلص اخلاص

زہی مطبوع شد این تحفۂ خوب
خصوصًا گنج اسرار رفاعی
حقیقت کیش و عرفان کوش و مرشد
بعالم اسم نور الدین رفاعی
ز کاف و نون رمز کن ہویدا

بطرز نیک و آئین طریقت
برنگ عارفانہ یافت شہرت
ضیاء آفتاب برج طینت
کز و شد جلوہ گر این ماہ رفعت
بہر عینش نمود عین رویت

در آمد بحر عرفان جوش در جوش
ز سجادہ نشینی پاک بنیاد
نسیم گلشن احکام و ارشاد
الف مفتاح قفل باب عرفان
گمان این است بر سطر مسلسل

شدہ گوہر فشان ابر حقیقت
فقیہ و عالم و فرخندہ سیرت
بہار صحن بستان طریقت
نہان در کنارش مضمون چندین
کہ بر صفحہ روان شد نہر جنت

یہی تاریخ گفت اخلاص بصدق | **ایضاً** | ہویدا جلوۂ نور شریعت
۶ ب ۱۳

جناب نور دین سے جلوہ گر ہے | ضیاء الکبیر انوار طریقت | رسالہ وہ کیا تصنیف نظیف | عیاں ہیں جس سے اسرار طریقت

اٹھاتے ہیں وہی کیفیت اس سے | جو ہیں عالم میں تمام ہی طریقت | لکھا ہے تب یہ تاریخ اسکی اخلاص | لکھا ہے سبز گلزار طریقت
۶ ب ۱۳

چکیدۂ خامۂ ندرت شمامہ محب صمیم جناب منشی عبد الکریم صاحب ندرت تخلص پیشکار انجمن احباب

حضرت شاہ جناب نور الدین | واقف رمز سر سبحان است | کرد تصنیف نسخۂ نادر | سالکانرا دلیل و جان است

ای مدرس برای سال طبع | گفت ہاتف چراغ ایمان است
۶ ب ۱۳

نتیجۂ فکر رسا جناب عبد الرحمن صاحب یمین تخلص نوکا شاگرد فدا

یہی کتاب رفیع جناب نور الدین | کہ روشن است ازان حال صوفیان جمیل | بیان حضرت احمد کبیر خضر طریق

رقم شدہ است پی اطلاع با تکمیل | جزای خیر دہد حق بصاحب تالیف | کہ جمع کرد مضامین بمثال و عدیل

بفضل حضرت باری چو وقت طبع رسید | نوکا نوشت اسالش کتاب خیر جلیل
۶ ب ۱۳

ریختۂ قلم جواہر رقم جناب شیخ احمد صاحب عالی تخلص احمد نگر ماسٹر سیل اسکول شیفر کمپنی تلمیذ فدا

ولا نور دین سید خوش خصال | علوی نسبہ پیر رفاعی شریف | طریقت خصال و شریعت لباس | حقیقت شناس و بطبع لطیف

کتابی رقم کرد با طرز شرع | مسائل محقق مضامین لطیف | دو ہم شیخ احمد نسب تاج او | نوشتم چہ اقوال شرح شریف
۶ ب ۱۳

از نتائج افکار رنگین جناب ماسٹر عبد الرحیم احمد صاحب تخلص آیین تلمیذ فدا

چہ از جناب نور الدین | شد مرتب کتاب نور نژاد | دم تاریخ طبع گفت آیین | مہر تابان صاحب ارشاد
۶ ب ۱۳

طبعزاد عالی نہاد شاعر شیرین بیان جناب سید حسن ابن حضرت سید عبد الرحمن صاحب سجادہ نشین عیدروس متوطن راجپوری

این کتاب شریف نادر خوب | گر دیدہ تحریر جدید بسنہ حضرت | نام او تحفہ رفاعیہ | از دلائل بریدہ است با صحت

فکر تاریخ چون نمود حسن | شعر زیرین نوشتہ با بہجت | ہاد ملفوظی است تعبیہ آن | بشنو ای ناظرین با وقعت

	کرده صد داد از سر ادب گو سال	بار یا حسین نگهت جنت ٦ ب ١٣	

طبعزاد سخنور خوش سیر جناب سید عمر صاحب القادری متوطن سیوره من جشان

شکر یزدان بعون قادر	کرد تالیف جناب ماهر	حضرت مولوی سجاده نشین	سید آل نبی نور الدین
خاندان ست رفاعی مشهور	صاحب علم و فضیلت موفور	چند تحفه بحسن و خوبی	از روایات و احادیث نبی
اندرین ست مضامین رقم	گرز و شمشیر و دف و نشر علم	بهر هر منکر آئین صواب	هست دندان شکن این خوب جواب
شاد گشتند همه اهل دین	و معاند شده اخلاص آئین	چون با تمام رسید این نسخه	فکر کردم پی سالش آنگه
	دل ندا کرد بسید نیکو	هادی ذاکر رفاعیه بگو ٦ ب ١٣	صدا

قصیده در مدح قطب الآفاق و شمس العراق حضرت سیدنا احمد الکبیر الرفاعی قدس سره مع تاریخ ولادت و وفات و شمار عمر آن ذات بابرکات۔ و نیز تاریخ طبع رسالهٔ هذا از طبعزاد سلالهٔ خاندان مصطفوی نقاوهٔ دودمان مرتضوی حضرت مولانا سید زین العابدین صاحب الحسینی الموسوی الرفاعی۔ مدظله العالی المتخلص به عابد برادر مؤلف

افسر اولیا و صدر نشین	شاه عالی تبار و با تمکین	سرور سالکان صدق و صفا	رهبر و رهنمای راه یقین
بر سپهر کرامت و رفعت	جلوه افروز همچو ماه مبین	کیست آن ماهتاب جاه و جلال	کیست آن آفتاب علیین
یعنی آن فخر اتقیای زمان	یعنی آن پیشوای اهل دین	سید احمد کبیر بو العباس	بارفاعی ملقب ست بیقین
ذات پاک تو مثل بدر کمال	اولیای زمانه چون پروین	هست حصن کرامت عالی	رشک ده با حصار چرخ برین
اشتیاق زیارتت دارند	هم ملک بر فلک بشر بر زمین	از عرب تا عجم شدی مشهور	گرچه کردی عراق جای گزین
چونکه زائر شدی بروضهٔ پاک	با جماعت کثیر زوار این	بهر تو آمده جواب سلام	از حبیب خدا رسول امین
دست اعجاز سرور عالم	شد هویدا از قبر نورآگین	بوسه بر دست جد خود دادی	این مراتب رسیده با تمکین
هیچکس از ولی و قطب زمان	بیعت ظاهری نیافت چنین	فیض آن بوسه دائما باقی	هست در کمترین حقیر امین
آتش از نام پاک سرد شود	شیر گردد چو گربهٔ مسکین	زهر قاتل بذوق و شوق تمام	چون شکر میخورند معتقدین
ضرب شمشیر و گرز بر اندام	نه مضرت دهد باحمدیین	مار گردد چو ریسمان پی حین	نرساند گزند نیشش حین

ذکر وصف ثنای شه والا / برتر آمد ز فکر و وهم سنین
لفظ (بُشری) ولادت ست خود / کن ز (ایّد) شمار عمر یقین
فیض عام ست بکائنات رسد / تا قیام قیام و یوم الدین
ختم کن وصف حضرت موصوف / این لب تر رسان بمعتقدین
آنکه تالیف گشته با خوبی / از برادر عزیز نورالدین
آفرین بر مشرب رفاعی را / کرد اثبات از مسائل دین
بهر طبعش چو فکر کردم سال / مژده‌ها دل بمن رسید چنین
هست سال تولد و رحلت / نیز تعداد سال عمر چنین
(بشری لله) سن وصال آمد / نقل نمود چون بخلد برین
هست عابد ز اولاد سید بزرگ / بهر چه دل شکسته و حزین
کاندرین روزها ز فضل خدا / طبع شد تحفه‌ای بصد تزئین
شد ز انوار او آگه شمس / بر ضیا بزمگاه احمد چنین
بسر که دید رشح روی صدق شگفت / مرحبا مرحبا و صد تحسین
ایکه پرنور شد جهان عابد / گشت روشن بگو چراغ مبین
۱۳۰۶

ایضاً قطعهٔ تاریخ

شد چو مطبوع تحفهٔ نادر / بهر صغیر و کبیر شایق شد
بهر ریفان جهل این نسخه / رحمت از حکیم حاذق شد
بهر تردید قول معترضان / از شریعت دلیل واثق شد
سال طبعش چو فکر کرد عابد / گفت ہاتف ظهور صادق شد
۱۳۰۶

منتخب طبعزاد جناب سیادت و شرافت پناه حضرت سید غلام محمد صاحب ابن السید عماد الدین صاحب الرفاعی

تخلص رفعت

الحمد لله رقم چون گشت تحفه / بشرح و بسط نورالدین نوشته
رفاعی مشرب از صفات دینی / بسال طبع ہاتف گفت رفعت
شد اظهار کمالات حسینی / بگو آثار سادات حسینی
۱۳۰۶

(وذکر شیخنا علم الائمة امام الدین عبد الکریم الرافعی قدس سره) فی مختصره سواد العینین ما نصه اخبرنی الشیخ الجلیل الامام العدل ابو البرکات محمد الهاشمی العباسی ان الشیخ الجلیل القدر ابا المظفر منصور بن المبارک الواسطی قدس سره جاء عام وفاة السید احمد الکبیر الی ام عبیدة ووقف علی قبر القطب المشار الیه وانشد بصوت عظیم من انشائه

سرت ناقتی لیلاً فسبحان من اسری / الی الساحة القسعاء والحضرة الکبری
وحطت حمول السیر متقلة علی / اریکة باب دونها حجبة الخضری
اناخت بها والفجر سل علی الدجا / لنا الاقیا لله ذا الفجر ما اجری
عجبت لضوء الفجر کیف تقشعت / به متقلات الغیم عن منکب الغبرا

كان محيا الصبح والشمس حوله … جبين الرفاعى ابن فاطمة الزهرا
امام به تجلى الخطوب وينطوى … بساط ذنوب طالما اوهن الظهرا
عليك بقوم القوم من ال هاشم … تذل لك الدنيا وتحلو لك الاخرى
من الزهر ميمون النقيبة سيد … تلوح على بيضاء غرته البشرى
ترى شوس اهل الله تحت لوائه … لهم جنده بل وعماله جبرا
لقد امهم فى مسجد القرب مرشدا … كما امّ طه الانبياء ليلة الاسرى
تذكرنا بالمعجزات فعاله … وان اخا الايمان تنفعه الذكرى
عظيم قريش شيخ منبرها الذى … مناقبه تتلى واياته تقرا
اذا ازرقة زرق الحسين وعموده … وشاهدت عنوانا عن المرتضى جهرا
من القارعين الخصم والنبى ماطو … من الحافظين الجار والدار لا تدرى
من الجعفريين الجحاجحة الاولى … ابو الهمة السودا والهمة الغرا
توسل به لله واضرع بجاهه … الى الله فى الضرا وبشراك فى السرا
هو الغوث والغيث المريع ومنتقى … خزانة طه اليوم والقبة الخضرا
هو الحجة الكبرى على كل قائم … اجل غيره فى القوم حجته صغرا
لئن ساء فى عامى برزة وفاته … فما ضر انى زرت عن عينه القبرا
به اتقى سهم الزمان وارتقى … معاريج خير لا احيط بها خبرا
عليه سلام الله ما انفلق الدجا … نصبح وشم الناس من ذكره عطرا

فظهر صوت من قبر السيد احمد احاط بالقبة المباركة يقول وعليك السلام
انتهى ۱۲ كذا فى ترياق المحبين

قطعهٔ تاریخ من شیخ عبد الغنی بن شیخ محمد خطیب کاتب بذا الکتاب باصواب

فضل حق سے ہی مرتب اور طبع وابتدا … تھک ساعت میں تکمل یہہ کتاب پیر ضیا
از روی اذکار جہری تو بھی کہدے ای غنی … باثبوت رایت ذوف (مظہر الحق ہے بجا)
۱۲

شجرۂ تصانیف ولی اللہ سید احمد کبیر الحسینی الرفاعی

۱۳۰۶

آثار تصدیق

آثار حسنہ

اسرار تجلیات

نور فشان حقیقت

خلاصہ شرعی

حلال الرفاعیہ

توصیف شیخ الرفاعی

۱۸۸۸ء

[illegible] رسالہ ہٰذا مفید ہے کوئی صاحب قصد چھاپنے یا چھپوانے کا فرمادیں
[illegible] حضرت سید زین العابدین صاحب الرفاعی مدظلہ العالی
[illegible] دار سے طلب فرمادیں۔ قیمت فی نسخہ عام خریداروں سے
اور تاجروں کی رعایت ملحوظ ہے۔ محصول ڈاک